خاتم النبیین لا نبی بعدی

دوسری شہادت آسمانی

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ العَلِیِ العَظِیم وَنُصَلِی نُسَلِمُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

ہر فہمیدہ اس کا یقین کرتا ہے کہ انسان کو راستباز اور سچا اس وقت کہتے ہیں جب اس کے تمام اقوال سچے اور اس کی باتیں راستی پر مبنی معلوم ہوتی ہیں۔ اور جس کی ایک بات بھی [1] جھوٹی ثابت ہو جائے تو پھر اسے کوئی راستباز نہیں کہتا۔ کیونکہ جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو گیا تو اہل دانش کے نزدیک اس کی کسی بات پر اطمینان نہ رہا۔ اس کی ہر بات پر جھوٹ کا احتمال ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم وقت کے اجلاس پر اگر کسی کے اظہار میں ایک بھی جھوٹ پایا جائے تو پھر اس کی کسی بات کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اس کا تمام اظہار غیر معتبر ہو جاتا ہے یہ حال تو عام راستبازی اور ناراستی کی شناخت کا ہے اور جو شخص عظیم الشان دعویٰ نبوت و مہدویت کرے اس کی صداقت کے لئے تو علاوہ عام راست بازی کے اس کے خاص خاص نشانات ہیں۔ ان کا ہونا ضرور ہے۔

۱۔ اس میں تحمل و بردباری ایسی ہو کہ دوسرے میں نہ ہو۔

۲۔ اس کی صحبت کا عمدہ اثر نہایت ظاہر طور سے دیکھا جائے۔

۳۔ جو جو علامتیں اس خاص دعوے کی نبی مرسل نے بیان کی ہوں وہ اس میں پائی جائیں اور جب تک یہ باتیں اس میں نہ پائی جائیں اسے کوئی فہمیدہ راستباز نہیں کہہ سکتا۔

---

[1] اس میں وہ جھوٹ داخل نہیں ہو سکتے جو در حقیقت جھوٹ نہیں ہیں محض ظاہری طور سے اسے جھوٹ کہا گیا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی بیوی کو بہن کہا۔ در حقیقت یہ جھوٹ نہیں تھا کیونکہ وہ ان کی علاتی بہن تھیں۔

اے بھائیو اسی معیار پر مرزا قادیانی کو جانچو اور حق بینی کی عینک سے انہیں غور سے دیکھو۔ اگر ایسا کرو گے تو بالیقین انہیں اپنے دعوے میں راستباز نہ پاؤ گے۔ یہ معیار تو بڑے مرتبہ کی ہے۔ ان میں تو عام راستبازی بھی نہیں پائی جاتی۔ بہت ناراست اقوال ان کے دکھائے گئے اور کامل طور سے ان کی ناراستی ثابت کر دی گئی۔ مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جماعت مرزائیہ نے عقل وفہم کو کچھ ایسا بالائے طاق رکھ دیا ہے کہ وہ ان روشن بیانات کو چشم انصاف سے نہیں دیکھتے۔ اور ہر طرح مرزا قادیانی کو سچا ہی جانتے ہیں اور بلاوجہ وجیہہ اور بغیر سبب اپنے خیر خواہ سے بدگمانی کرتے ہیں اور ایک بات پر بھی تحقیق حق کے طور سے غور نہیں کرتے۔ مگر سچے خیر خواہ حتی الوسع اپنی خیر خواہی سے باز نہیں رہ سکتے۔ سچے نائب رسول حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال کو خیال کرتے ہیں۔ کہ منکرین کو کس قدر ضد تھی اور اپنی بات پر اڑے تھے۔ اور آپ کو ان کی خیر خواہی میں اس قدر کوشش تھی کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (شعراء:۳) ''یعنی کیا تم اپنی جان کو ہلاک کر دو گے اس فکر اور کوشش میں کہ منکرین ایمان نہیں لاتے۔''

اب غور کیا جائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے مخالفین کی خیر خواہی میں کیسی کوشش فرماتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ بایں ہمہ مخالفین کی حالت ملاحظہ کیجئے ان کی نسبت ارشاد خداوندی ہے۔ فَلَمَّا جَاءَ هُمْ نَذِیْرٌ مَا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا. (فاطر:۴۲) ''یعنی دنیا کے گمراہ گروہ میں جب کوئی خدا سے ڈرنے والا آیا تو وہ اور زیادہ بھاگے اور اس کی مفید باتوں سے منتفع نہ ہوئے۔''

اس مضمون کی متعدد آیتیں ہیں۔ حضرات مرزائی ان پر توجہ کریں جو اپنے خیر خواہوں کی محنت کو بیکار خیال کرتے ہیں اور فخر یہ کہتے ہیں کہ مونگیر سے رسالہ پر رسالہ نکل رہا ہے اور قادیانی توجہ بھی نہیں کرتے اب وہ قرآن مجید دیکھ کر بتائیں کہ مونگیر والے نائب رسول کا کام کر رہے ہیں یا نہیں یا ان کے مقابل جماعت مرزائیہ کس شرمناک گروہ کا کام کر رہی ہے جنہیں وہ رسول ومہدی مان چکے ہیں ان پر لاجواب اعتراضات کئے گئے۔ ہر طرح ان کی ناراستی اور دروغ بیانی دکھائی گئی۔ مگر یہ جماعت اب جواب سے عاجز ہو کر معتقدین عوام سے تو یہ کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کے باب میں جو کوئی کچھ لکھے اسے مت دیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا اور جو ان کے خواص

سے کچھ کہا گیا تو کہتے ہیں کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں پھر اس کی وجہ سے اسلام چھوڑ دیں؟ افسوس یہ کیسی نا سمجھی یا حد درجہ کی ضد ہوگئی ہے کہ اپنی عاقبت کا بھی انہیں خیال نہ رہا۔ بعض نے گالیاں دینا شروع کردیں۔ اپنی تحریر سے شائستگی اور قابلیت کا ثبوت دیا۔ مگر یہ ہر طرح ثابت ہوگیا کہ جواب سے عاجز ہیں۔ اے عزیز و اس پر تو غور کرو کہ اگر سب قسم کے اعتراضوں کی حالت ایک سی ہو جائے تو پھر حق و باطل میں کوئی تمیز نہ رہے۔ ہر مدعی کاذب ویسا ہی خیال کیا جائے جیسا سچے راست باز مدعی گذرے ہیں کیونکہ اعتراض سے کوئی نہیں بچا۔ سچوں پر بھی اعتراضات کئے گئے ہیں اور جھوٹوں پر بھی الزامات دیئے گئے ہیں۔ ان دونوں میں تمہارے نزدیک کوئی فرق ہے یا نہیں اگر کوئی فرق ہے تو بیان کرو۔ اور یہ دکھاؤ کہ مرزا پر ایسے اعتراضات نہیں کئے گئے جیسے جھوٹوں پر کئے جاتے ہیں۔

میں نے رسالہ شہادت آسمانی میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت پیش کی اور جس روایت کو انہوں نے نہایت زور سے اپنی صداقت میں پیش کر کے اس کے بار بار ذکر سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں کو بھر دیا تھا اسی روایت سے اور ان کے بیانات سے ان کا کاذب ہونا آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا۔ اگرچہ اس وقت سے اس شہادت کے پیش کرنے سے ان کی زبان بند ہے۔ عام و خاص سے اس کا ذکر نہیں کرتے۔ مگر اس پر نظر نہیں کرتے۔ کہ جس کی ایسی فضیحت کن غلطیاں اور شرمناک باتیں ظاہر ہوں جس کی وجہ سے ان کا وہ عظیم الشان دعویٰ غلط ہو جائے جس پر انہیں فخر و ناز تھا ایسا شخص دعویٰ نبوت میں کیونکر سچا ہوسکتا ہے؟ انہیں تو مرزا قادیانی کی وہ باتیں دکھائی گئی ہیں جو معمولی راست بازوں کی شان سے بھی بعید ہیں اور انبیاء کی شان تو بہت اعلیٰ ہے۔

اب میں اس رسالے کے بعض مضامین کی تشریح کرتا ہوں اس رسالہ میں کئی طریقوں سے مرزا قادیانی کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے اس کا نمونہ بطور فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ .... مرزا قادیانی کے وجود سے اور ان کے دعوے سے اسلام اور مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی ہر قسم کا نقصان ہوا اور کسی طرح کا فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کے دعوے سے چالیس کروڑ مسلمان جہنمی ہو گئے اور دنیا میں بہت بلائیں آئیں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں اسلام کو اور مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچے گا۔

اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اسکی تشریح شروع رسالے اور آخر رسالہ میں کی گئی ہے۔ شروع کا صفحہ ا سے ۱۰ تک اور آخر کا صفحہ ۹۶ سے آخر تک دیکھا جائے۔

۲۔ .... جو روایت متعدد طریقوں سے غیر معتبر ثابت ہے اسے اپنے مدعا ثابت کرنے کے لئے نہایت صحیح قرار دیا۔

۳۔ .... اس کی صحت ثابت کرنے کے لئے نہایت مغالطے اور صریح دھوکے سے کام لیا ہے اور ناواقفوں کو متعدد مغالطے دیئے ہیں۔ اس کا نمونہ ص ۴۸ سے ص ۵۰ تک متن وحاشیہ میں دیکھئے۔

۴۔ .... ایک معمولی گہن کو اپنی طرف سے کچھ زیادہ کر کے اور محض غلط باتیں بنا کر اپنے لئے آسمانی شہادت قرار دیا۔

۵۔ .... ائمہ محدثین اور نقادین حدیث کو بلاوجہ نہایت بے تہذیبی سے سخت الفاظ کہے اور اولیاء اور انبیاء اور خصوصاً سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روش کے خلاف جن کے ظل ہونے کا انھیں دعویٰ ہے اور تمام دنیا کے علماء اسلام جو ان کے جھوٹے دعوے کو نہیں مانتے انھیں تو بہت ہی کچھ کہا ہے اور غیر مہذب طریقے سے مخاطب کیا ہے اور نہایت ناشائستہ الفاظ انہیں کہے ہیں۔ اس کی تفصیل صرف انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ کے دیکھنے سے بخوبی ہو سکتی ہے مگر اس کا نمونہ پہلی شہادت آسمانی کے صفحہ ۳۲ و ۴۰ و ۴۱ میں اور اس رسالہ کے صفحہ ۴۹ و ۶۳ و ۷۳ میں دیکھا جائے۔

۶۔ .... حدیث میں اپنی طرف سے زیادہ کر کے حدیث کا جز قرار دیا اور اپنے اضافہ کو جناب رسول اللہ ﷺ کے قول کا جز ٹھہرایا۔

۷۔ .... حدیث کے معنی ایسے غلط بیان کئے جس کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکا دینے کے لئے بالقصد ایسا کیا گیا ہے۔

۸۔ .... گہن کا بے نظیر اور خارق عادت ہونا روایت کے ہر جملہ سے اظہر من الشمس ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا صفحہ ۴۳ ملاحظہ ہو۔

۹۔ ....اپنے بیان سے یہ ظاہر کیا کہ امام مہدی رسالت و نبوت کا دعویٰ کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد سچے رسول و نبی آئیں گے حالانکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثوں سے اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ کے بعد کوئی سچا پیغمبر نہیں آئے گا۔ رسالہ دعویٰ نبوت مرزا اور حصہ سوم فیصلہ آسمانی صفحہ ۹ سے ۲۴ تک ملاحظہ ہو۔

ناظرین!! یہ باتیں جو میں نے نو نمبروں میں آپ کو دکھائیں ان کا ثبوت اس رسالہ میں ایسے روشن طریقے سے کیا گیا ہے کہ کسی متعصب کو بھی انکار کی ہمت نہیں ہو سکتی۔ اب میں خیر خواہانہ جماعت مرزائیہ سے کہتا ہوں کہ اس رسالہ کو منصفانہ نظر سے دیکھیں اور خیال کریں کہ مرزا قادیانی کی وہ آسمانی شہادت جس کا شور وغل بے انتہا انہوں نے مچایا تھا کیسی غلط ثابت ہوئی اور پھر اس کا غلط ہونا بھی کس طرح ثابت ہوا کہ اس کے ضمن میں ان کے جھوٹ ان کی مغالطہ دہی ان کی افتراء پردازی بھی ظاہر ہوئے پھر کیا خدا سے ڈرنے والوں کے لئے یہ بیان مرزا قادیانی سے علیحدہ ہو جانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ بلکہ ان نو نمبروں میں سے ہر ایک نمبر ان کے دعویٰ کی غلطی کو اظہر من الشمس کرتا ہے۔

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے اس دعوے کی غلطی ایسے تحقیق اور زوردار تحریر سے ظاہر کی گئی ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں ہے کہ اس کا معقول جواب دے سکے۔ پہلی شہادت آسمانی چھپے ہوئے عرصہ ہوا مگر یہاں سے قادیان تک کسی نے دم نہیں مارا۔ یہ دوسری شہادت آسمانی پیش کی جاتی ہے۔ اگر اس پر بھی کسی کو تسکین نہ ہو تو ہمارے اور رسائل کو دیکھے۔ صرف فیصلہ آسمانی کے تین حصوں میں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی بہت دلیلیں لکھی گئی ہیں۔ اور القائے قادیانی اور اسرار نہانی لکھنے اور گالیاں دینے سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی اور جو لاجواب اعتراضات ان پر کئے گئے ہیں ان کا جواب نہیں ہو سکتا بلکہ مرزا قادیانی کے مرید ہونے کا اثر اور مریدوں کی تہذیب و شائستگی اور قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور جنہیں مرزا قادیانی کی دنیاوی ترقی گمراہ اور متحیر کر رہی ہو وہ رسالہ عبرت خیز ملاحظہ کریں ان کی حیرت جاتی رہے گی اور معلوم کر لیں گے کہ جھوٹے اور مفتری بہت کچھ کامیاب ہوئے ہیں۔

اس کے بعد اطلاع دیتا ہوں کہ جس طرح یہ شہادت آسمانی پہلے سے بہت زیادہ ہوگئی ہے یعنی پہلی ۴۴ صفحہ پر تھی اور اس کے ۱۰۴ صفحہ ہیں اسے چھپے ہوئے بھی گیارھواں برس ہے۔ اسی طرح فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں نظر ثانی کے بعد بہت تحقیقات کا اضافہ ہوگیا ہے اور رسالہ بہت بڑھ گیا ہے۔ یعنی موجودہ حالت میں (۱۸۲) صفحوں پر ہے جو پہلی مرتبہ ۱۳۳۲ھ اور دوبارہ ۱۳۳۷ھ میں چھپا ہے اسے بھی چھٹا برس ہے مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی جو جواب میں قلم اٹھاتا۔ اس کے بعد یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے قصیدہ اعجازیہ کے جواب میں یہاں سے بھی ایک قصیدہ لکھا گیا ہے اور سات برس سے شائع ہورہا ہے اولاً تو مرزا قادیانی کے قصیدہ سے اس میں پچاسی اشعار زیادہ ہیں دوسرے ایسا فصیح وبلیغ ہے کہ اس کے سامنے مرزا قادیانی کا قصیدہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے لائق ہے اس کی شہادت ذی علم عربوں نے بھی دی ہے اور قادیانی تو بالکل حواس باختہ اور دم بخود ہیں۔ اسی کا دوسرا حصہ بنام ابطال اعجاز مرزا حصہ دوم بھی طبع ہوا ہے جو دس برس سے شائع ہورہا ہے اس میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کی موٹی موٹی غلطیاں پانچ سو بتیس ۵۳۲ دکھائی گئی ہیں جس کو دیکھ کر قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہے کہ کہاں دعویٰ اعجاز اور کہاں اس قدر فاش غلطیاں۔ اب جو حضرات کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا کلام معجزہ ہے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا وہ دیکھیں کہ کیسا اعلیٰ وارفع جواب دیا گیا ہے اور ان کی غلطیاں دکھائی گئیں اور جو ان کے اعجاز کو دس بیس دن کے اندر محدود سمجھتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کریں تاکہ سمجھیں کہ اس اعجاز کی مدت معین کرنے میں کیسی ہوشیاری اور ابلہ فریبی مرزا قادیانی کی تھی۔ یہ دونوں رسالے مولانا حاجی شاہ سید غنیمت حسین صاحب اشرفی (مونگیر صوبہ بہار) کی تصنیف کردہ ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن.

راقم

خاکسار خیر خواہ مسلمین

ابواحمد رحمانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ٥

اس خدائے بے نیاز کے صدقے جس نے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن ا(توبہ: ۱۱۹) کا حکم فرمایا اور اس رسول مقبول ﷺ کے قربان جس نے سچ اور جھوٹ کے نتیجہ کو ایک جملہ میں ظاہر کر دیا۔ اور ۲ اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ فرما کر اپنی امت کو سچائی کا پابند کیا اور ۳ بموائے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ۔ کے جس قدر دوری آپؐ کے متبرک زمانے سے ہوتی گئی اسی قدر سچائی اور خیریت میں کمی ہوتی گئی۔ اب تیرہ سو برس گذر گئے اور چودھویں صدی گذر رہی ہے اس وقت میں معائنہ ہو رہا ہے کہ راستی اور خیریت مفقود ہو رہی ہے اور فتنہ اور فساد اور کذب اور افتراء کا زور شور ہے۔ اس لئے صادقین کو اور سچائی کے طالبوں کو ضرور ہے کہ ایسے نازک وقت میں جو کام مسلمانوں کی فلاح کے لئے کیا جائے یا جو شخص قوم کی اصلاح کا دعویٰ کرے اس کی حالت میں نہایت غور کریں اور اس کے نتیجہ کو وسیع النظر ہو کر دیکھیں اور چونکہ انسان کامل غور اور فکر کے بعد بھی غلطی کر سکتا ہے اور ہر ایک دانشمند صاحب تجربہ نے معلوم کر لیا ہے کہ ایسی غلطیاں بہت ہوتی ہیں اور ہوئی ہیں۔ اس لئے حقانیت کے عاشقوں کو ضرور ہے کہ اپنے تسلیم کردہ مسئلے اور اپنے مانے ہوئے مصلحوں کی باتوں میں تعصب اور طرفداری سے علیحدہ ہو کر کامل طور سے غور کرتے رہیں اور دوسرے مصلحین اور نکتہ چین حضرات کی باتوں کو انصاف سے دیکھیں تاکہ اپنے خیال کی ضروری اصلاح کر سکیں۔ اس پر خوب نظر رکھیں کہ زمانہ میں جب تاریکی پھیلتی ہے اور ظلمت چھا جاتی ہے تو عام طور سے طبیعتوں پر خیالات پر ظلمت کا پرتو پڑتا ہے۔ اور طالبین حق کی نظریں بھی خیرہ ہو جاتی ہیں۔ ایسے وقت میں پاکیزہ طبیعت اور مبارک وہ بندے ہیں جو اپنی نظر کو تیز کرنا چاہتے ہیں اور

---

۱ (یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اور صادقوں کی معیت اختیار کر و جھوٹوں سے علیحدہ رہو

۲ یعنی سچائی باعث نجات ہے اور جھوٹ سبب ہلاکت ہے۔

۳ یعنی رسول اللہ فرماتے ہیں کہ بہترین زمانوں کا میرا زمانہ ہے۔

جس وقت اپنی غلطی سے واقف ہوتے ہیں تو خدا سے ڈر کر اسی وقت اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں کسی بڑے مجدد اور مصلح کی ضرورت تھی۔ ا؎ اور ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس وقت میں بہت بڑے مصلح اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی صداقت کے اظہار میں بہت سے نشانات اپنی زوردار تحریروں میں دکھائے ہیں اور کچھ حضرات اپنی سادگی سے ان کی صداقت پر ایمان لائے بعض ان میں جو اہل علم ہیں ان پر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے قوت ایمانی کے علاوہ تاریخ پر بھی نظر وسیع نہیں کی دوسری صدی کے شروع سے اس وقت تک بہت ایسے مدعی گذرے ہیں اور ہر ایک نے اپنے وقت اور اپنی قابلیت کے مناسب نشانات دکھائے ہیں اور بہت لوگوں

ا؎ بعض حضرات صرف زمانہ کی ضرورت کو مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہیں ان کے خیال میں جب ضرورت کے وقت مرزا قادیانی نے مجدد اور مصلح ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کا دعویٰ سچا ہے مگر افسوس ہے کہ انہوں نے غور وفکر سے کام نہیں لیا اور یہ خیال نہیں کیا کہ ضرورت تو کم وبیش ہر صدی پر ہوتی رہی اور جھوٹے اور سچے مدعی ہوتے رہے ہیں۔ پھر کیا ان سب حضرات کو سچا مدعی کہیں گے تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ دعویٰ کرنے والے اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے پر جب قرآن مجید اور حدیث صحیح شاہد قطعی ہیں تو ان کے کذب میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا ہے۔ باقی رہا زمانہ کی ضرورت کو کامل طور سے معلوم کرنا اور اسے پورا کرنا اسی عالم الغیب اور کامل القدرت کے اختیار میں ہے جب اس کے علم میں ضرورت ہوگی، اور اس کی مصلحت کا اقتضاء اس کا پورا کرنا ہوگا اس وقت پورا کرے گا بعض وقت مریض کو اشتہا معلوم ہوتی ہے مگر حکیم کھانے سے روکتا ہے کیونکہ اس کے علم میں اشتہاء صادق نہیں ہوتی۔ جب اس کی طلب اس مرتبہ کو پہنچتی ہے کہ اس وقت اس کو کھانا دینا مفید ہوتا ہے جب وہ کھانے کی اجازت دیتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ مریض کی سمجھ اور اس کی خواہش ضرورت کو ثابت نہیں کرتی بلکہ حکیم دانا کا علم اسے ثابت کرتا ہے اس کے علاوہ جب مشاہدے نے ثابت کر دیا کہ بیس پچیس برس تک بہت کچھ دعوے کرتے رہے۔ مگر انکے اور ان کے خلیفہ اکبر کی موت تک زمانہ کی ضرورتیں ویسی ہی رہیں۔ بلکہ ہر قسم کا تنزل ہوا۔ اور امت محمدیہ میں ایک نزاع وجھگڑا زیادہ ہوگیا۔ اور مرزا قادیانی نے دنیا کو اسلام سے گویا خالی کر دیا۔ کیونکہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں دو چار لاکھ رہ گئے باقی سب کافر ہوگئے۔ مرزا محمود کا رسالہ ''تشحیذ الاذہان دیکھو''

نے انہیں مانا ہے۔ پھر کونسی بات مرزا قادیانی میں زیادہ ہے جو انہیں کاذب مان کر مرزا قادیانی کے قول کی تصدیق کی جائے۔ خیر اس کے لئے تو نظر وسیع اور بہت غور وفکر کی ضرورت ہے مگر سچائی کے طالبوں کو غور کر کے یہ معلوم کر لینا آسان ہے کہ مرزا قادیانی نے پچیس چھبیس برس کے عرصہ میں کیا کام کیا اور ان کی ذات سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ خدا کے لئے اس پر غور کرو کہ مرزا قادیانینے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اب یہ سوچو کہ اسلام میں کسی مسیح کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے یا نہیں کم سمجھ نام کے مسلمانوں میں ایک جماعت تو سرے سے مسیح اور مہدی کے آنے کا صریح انکار کرتی ہے۔ ان کے خیال کے بموجب تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے۔ اور جو گروہ انکے آنے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ ان کے آنے کے فوائد بھی یقینی طور سے سمجھ رہا ہے کیونکہ جن حدیثوں میں ان کے آنے کی خبر ہے انہیں میں ان کے آنے کے بہت کچھ فائدے اور اس وقت تک نہایت عمدہ حالت دکھائی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے آنے پر تو اعتقاد رکھا جائے اور ان کے آنے کے جو فائدے بیان ہوئے ہیں انہیں باتیں بنا کر چھوڑ دیا جائے۔ کیا وجہ ہے کہ حدیثوں کے ان الفاظ میں تو محض بیجا تا ویلیں کی جائیں جنہیں الفاظ ومعنی حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مسیح موعود کے آنے میں تاویل نہ کی جائے۔ اگر مسیح کے آنے کو مانا جائے اور تیرہ سو برس کے عرصہ کی شہرت کو ہر کہہ ومہ میں ان کے انتظار پر نظر کی جائے۔ تو بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے آنے سے اسلام اور مسلمانوں کو ایسا عظیم الشان فائدہ پہنچے گا کہ ان کے آنے سے پہلے تیرا سو برس کے عرصہ میں کسی بزرگ کسی مجدد سے نہ ہوا ہوگا۔ اب جماعت مرزائیہ ہوش کر کے بتائے کہ جو فائدہ اسلام کو مثلاً حضرت عمرؓ سے ہوا۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی علیہما الرحمتہ سے ہوا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے کتنے ہندو۔ اور آریہ کو مسلمان کیا ان کی ذات سے کئی یہودی اور تثلیث پرست مسلمان ہوئے؟ اس کا کوئی جواب دے' اور کسی قادیانی کے کہہ دینے سے کہ قادیان میں یا پنجاب میں یا دوسری جگہ بعض مسلمان ہوئے ہیں واقعہ کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی اور اگر اس شور وغل میں کوئی مسلمان ہو گیا ہو تو وہ لائق توجہ نہیں ہوسکتا بہت سے علماء کے ہاتھ پر بعض ہندو عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔ یہاں تو وہ مقدار ہونی چاہئے جس کی وجہ سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ جائے۔ اور اسلام کو غلبہ ہو جائے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت کے لحاظ سے انہوں نے بے انتہاء کوشش کی مگر صرف اپنی

بڑائی ثابت کرنے میں کاغذی گھوڑے بہت دوڑائے اور بہت دفتر سیاہ کئے مگران دفتروں میں بجز جھگڑے اور اپنی تعلّیوں کے اور کچھ نہیں ہے ہم نے ان کے رسالوں کو خوب دیکھا۔ صلحا اور کاملین کی تحریریں جس نے دیکھی ہیں وہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریر صادقین کاملین کی سی ہرگز نہیں ہے۔ ان کی تحریروں سے کسی غیر مہذب اور شریر النفس کی اصلاح نہیں ہوسکتی بلکہ شرارت نفس کو اشتعال دینے والی ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین اور دیندار علماء ہی کو نہایت بے تہذیبی سے برا نہیں کہا بلکہ بعض انبیائے کرام کو بھی اس بیہودگی سے برا کہا ہے اور بدگمانیاں کی ہیں نہ سچے مسلمانوں کا دل اسے دیکھ کر تھرا جاتا ہے کسی بزرگ یا نبی کی یہ شان ہرگز نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ان کے ماننے والے تہذیب اور شائستگی سے معرا ہیں اور صلاح وتقویٰ سے بالکل ناآشنا۔ سخت افسوس ہے کہ ان کی جماعت میں جو نیک طبع حضرات ہیں وہ نہیں دیکھتے کہ وہ مجدد ہوئے 'مہدی ہوئے' مسیح ہوئے'' مگر اس عرصہ دراز میں مسلمانوں کے لئے کیا کیا؟ اسلام کو ان سے کیا نفع پہنچا۔ ان سے تو اسلام میں سو پچاس کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ بلکہ کفار کی جماعت کو ترقی ہوئی کہ ۴۰ کروڑ مسلمان تھے وہ بھی کافر ہوگئے مگر غضب ہے کہ قادیانی جماعت ایسی روشن باتوں کو نہیں دیکھتی اور انہیں اپنے دعوے میں صادق مان رہی ہے۔ اگر وہ مقدس تھے نبی تھے تو کم سے کم ایک جماعت نے ان سے تہذیب وشائستگی اور تقویٰ حاصل کیا ہوتا مگر ان کی جماعت میں تو اس کا پتہ نہیں ہے بلکہ ان پر ایمان لانے سے پہلے جو مہذب اور راستباز تھے ان پر ایمان لانے کے بعد ان کی تحریروں میں بے تہذیبی اور خلاف گوئی پائی جاتی ہے۔ اعلانیہ سچی باتوں کا انہیں انکار ہے اور صریح جھوٹی باتوں کا انہیں دعویٰ ہے اور متنبہ کرنے پر بھی خیال نہیں کرتے یہ کیا وجہ ہے کہ ان کی حالت ایسی بدل گئی۔ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا قادیانی کو انہوں نے اپنا مقتداء مانا۔ اب ضرور ہے کہ ان کی پیروی کریں گے اور ان کا ذاتی اثر ان میں آئے گا اور اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کے کذب کا ایک دفتر ہے جس کا نمونہ جابجا میں نے بیان کیا ہے۔ اس رسالے میں بھی ان کے چند جھوٹوں کا ذکر آئے گا اور ناظرین ملاحظہ کریں گے۔

اے بھائیو!! کیا مسیح موعود کی یہی علامت اور ان کی نبوت کا یہی معیار ہے؟ ذرا غور سے سوچو۔ یہ نفع دکھانا کہ انہوں نے پادریوں سے اور آریوں سے خوب مناظرہ کیا اور ان کے

جواب میں رسالے لکھے یہ ایسی بات نہیں ہے جس سے وہ مہدی اور مسیح موعود مان لئے جائیں اور یہ کہا جائے کہ ان کی وجہ سے اسلام کو بڑا فائدہ پہنچا۔ ذرا انصاف تو کرو۔ اب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو کچھ کیا عجب نہیں کہ اس لئے کیا ہو کہ مسلمان ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمیں مانیں۔ بعض اور اہل علموں نے بھی مناظرہ کیا ہے۔ اور مخالفین اسلام کے جواب میں کتابیں لکھیں ہیں۔ اور مرزا قادیانی سے بہت زیادہ لکھی ہیں۔ مثلاً جس وقت ہندوستان میں ابتداً پادریوں کا مشن آیا اور مسلمان عموماً مذہب عیسائی سے محض ناآشنا اور پادریوں کے فریبوں سے بالکل ناواقف تھے۔ اس وقت ایک بڑا پادری فنڈر آیا اور اس نے اسلام کے رد میں کتاب میزان الحق وغیرہ لکھ کر بڑی ہلچل مچادی اس وقت مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکی نے اس کا مقابلہ کیا اور اکبرآباد میں اسے شکست فاش دی اس وقت فارسی اور اردو دونوں زبانیں ہندوستان میں زیادہ رائج تھیں اس لئے انہوں نے اردو فارسی دونوں میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں اور خاص تثلیث کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام اصح الاحادیث فی ابطال التثلیث ہے اور عام اعتراضات کے جواب میں ایک کتاب فارسی میں لکھی جس کا نام ازالۃ الاوہام ہے اور ایک کتاب اردو میں لکھی جس کا نام ازالۃ الشکوک ہے۔ عیسائیوں کی کتب مسلمہ کی تحریف میں ایک خاص کتاب لکھی جس کا نام اعجاز عیسوی ہے آخر میں انہوں نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام اظہار الحق ہے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہی پادری فنڈر جس نے ہندوستان میں آ کر ہلچل مچائی تھی ''قسطنطنیہ'' پہنچا اور اپنے رسالہ میزان الحق کو عربی میں لکھ کر وہاں شائع کیا اور دربار سلطانی میں ہلچل مچادی اور اپنے رسالہ کے جواب کا خواستگار رہا وہاں کے علماء جواب نہیں دے سکے اور مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مکہ معظمہ میں وہاں بلوائے گئے۔ مولانا کی عظمت وہیبت اس پادری کے دل میں اس قدر تھی کہ جب اس نے مولانا کے پہنچنے کی خبر سنی اسی وقت بھاگ گیا۔ مولانا نے وہاں قیام کر کے یہ کتاب لکھی یہ کتاب اظہار الحق اس قدر مشہور و مقبول ہوئی کہ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا اور مختلف مقامات پر کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور بعض مقامات پر داخل درس ہوگئی ہے۔ اگر

مناظرہ کرنے اور مخالفین اسلام کے جواب لکھنے سے کوئی شخص مجدد کے خطاب کا مستحق ہوسکتا ہے یا اس کی تحریر کی نسبت یا اس کی ذات کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے تثلیث پرستی کے ستونوں کو توڑ دیا تو مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کو کہہ سکتے ہیں۔ ۱؎ مرزا قادیانی نے تو بمقابلہ ان کے کچھ نہیں کیا۔ ان کے بعد جب عمادالدین جو مولوی کہلاتا تھا اور صفدر علی جو مولوی کہلانے کے علاوہ سرکاری مدارس کا ڈپٹی تھا عیسائی ہوگئے اور انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں کتابیں لکھیں اور مسلمانوں میں شائع کیا اور بہت لوگ عیسائی ہوگئے اور ہر شہر میں متعدد مقامات پر پادریوں نے زور وشور سے اپنا وعظ کہنا اور اسلام پر اعتراض کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی۔ اس وقت کئی صاحبوں نے ان کے جواب دیئے اور انہیں لاجواب کیا۔ اس خاکسار نے بھی متعدد پادریوں کو تقریری مناظرہ میں عاجز کیا اور ان کے اعتراضات کے جواب میں رسالے لکھے بعض اپنے نام سے بعض دوسروں کے نام سے اور انہیں ہر طرح سے عاجز کیا رسائل ذیل ملاحظہ کئے جائیں۔

۲؎ پیغام محمدیؐ دفع التلبیسات۔ آئینہ اسلام۔ ترانہ حجازی یہ رسالے چودہویں صدی کے ابتداء میں لکھے گئے ہیں۔ انہیں رسالوں کی محققانہ اور پرزور تحریر سے عیسائی لاجواب ہوئے اور ان کا وہ فتنہ فرو ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان حضرات کو عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے والا نہ کہا جائے

۱؎ .... جماعت مرزائی غالباً یہاں یہ کہے گی کہ مولوی رحمت اللہ صاحب نے دعویٰ نہیں کیا اس لئے ہم نہیں کہتے مگر اس جماعت کی عقل پر افسوس ہے کہ جو شخص بدیہی طور سے ایسے مفید کام اسلام کے لئے کرے اور دشمنانِ اسلام کو عاجز کردے اس کے کاموں کو دیکھنے کے بعد بھی اسے مجدد نہ مانا جائے اور جو کچھ بھی نہ کرے اور صرف دعویٰ کا غل مچائے اسے سچا مان لیا جائے مرزائیو کچھ تو خدا سے ڈرو اور اپنے انجام پر غور کرو۔

۲؎ .... یہ رسالہ پہلے ۱۳۰۸ھ میں چھپا تھا پھر دوسری مرتبہ ۱۳۳۱ھ میں دہلی میں چھپا ہے دوسرا رسالہ دفع التلبیسات پہلی مرتبہ ۱۳۰۲ھ میں چھپا تھا دوسری مرتبہ ۱۳۳۱ھ میں چھپا ہے۔ تیسرا اور چوتھا رسالہ اور ان کے علاوہ مراۃ الیقین اور مراسلات مذہبی بھی دوبارہ طبع ہوچکی ہیں۔

مگر اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جواب لکھنا رد کرنا اور بات ہے اور عیسیٰ پرستی مٹانا اور بات ہے کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا کہ جواب دیئے گئے اور خوب رد کیا گیا۔ مگر واقعی حالت کو دیکھا جائے تو نہایت بدیہی بات ہے کہ تثلیث کے ماننے والوں کو ہر طرح ترقی ہو رہی ہے مسیح موعود کے اوصاف جو صحیح حدیثوں میں آئے ہیں ان سے اظہر من الشمس ہے کہ جس وقت وہ تشریف لائیں گے اس وقت عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ جائے گا۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ تو بہت کچھ کیا کہ میں ۱؎ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے آیا ہوں۔

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

مگر یہ دیکھو کہ انہوں نے اس کی ایک اینٹ بھی گرائی؟ یہ بھی تو نہ ہوا کہ دو چار ہزار اور کم سے کم سو دو سو عیسائی ان پر ایمان لے آتے اور تثلیث سے توبہ کرتے پھر انہوں نے کیا کیا جس کی وجہ سے تم انہیں مسیح موعود مان رہے ہو اور دوسروں سے منوانا چاہتے ہو۔ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو۔ اس وقت فرقہ اسماعیلیہ کا ایک شخص آغا خان ہے اس کی وجہ سے ہزاروں ہندو تعلیم یافتہ

۱؎……… اس دعوے کا حوالہ اور اس کی تفصیل حقیقۃ المسیح میں کی گئی ہے اس کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے کاذب ہیں۔ بعض مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کی موت ثابت کر دی اس لئے تثلیث کا ستون ٹوٹ گیا۔ مگر ان بے خبروں سے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے مولوی چراغ علی نے نہایت پرزور دلائل سے عبرانی کتابوں سے اسے ثابت کیا ہے اور اس وقت تک کسی پادری نے اس کا جواب نہیں دیا اگر قلم کی گھس گھس ہے اور حضرت مسیح کی موت ثابت کرنے سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹتا تو مرزا قادیانی کے دعوے سے پہلے ہی دوسرے ایسے لوگوں نے توڑ دیا تھا۔ مرزا قادیانی نے کیا کیا اس کے علاوہ یہ حضرات کچھ ایسے مسلوب العقل ہو گئے ہیں۔ کہ یہ نہیں دیکھتے کہ جس کتاب میں انہوں نے موت ثابت کی ہے وہ پہلے لکھی ہے اور ستون توڑنے کا دعویٰ اس کے بعد ہو رہا ہے اس سے اظہر من الشمس ہے کہ ستون توڑنے سے مقصود حضرت مسیح کی موت ثابت کرنا نہیں ہے۔ اس کے سوا اس کتاب کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ پھر ایسی مردود تحریروں سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ سکتا ہے۔ مرزائیوں کو ایسی بیہودہ باتیں بناتے شرم نہیں آتی۔

مالدار انہیں مان گئے اور اس کے قائل ہو گئے مرزا قادیانی کے قرب و جوار میں اس کا شہرہ ہے۔ اخباروں میں چھپ رہا ہے مرزا قادیانی نے تو سو پچاس کو بھی مسلمان نہیں کیا۔ پھر ان کے مسیح ہونے کا کیا نتیجہ ہوا۔ اگر کسی مرزائی کو حق طلبی اور راست بازی کا دعویٰ ہے تو ان باتوں کا جواب دے۔ اور مرزا قادیانی کے بڑے بڑے دعووں کا نتیجہ دکھائے۔ مگر جب خود سلطان القلم اور انکے خلیفہ اول عاجز رہے تو اب کسی کی کیا ہستی ہے؟ بھائیو کچھ تو غور کرو ایسا عظیم الشان دعویٰ کہ وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ جنہوں نے دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا وہ اولیائے امت محمدیہ جن کے پراثر وعظ نے سینکڑوں یہود ونصاریٰ کو مسلمان بنا دیا جن کی وجہ سے ہزاروں مشرکین بت پرست خدا پرست ہو گئے۔ ان سب پر افضلیت کا دعویٰ ہے اور پھر اسی پر قناعت نہیں ہے بلکہ بعض وہ انبیائے عظیم [1] المرتبت جن کی تعریف جا بجا قرآن مجید میں آئی ہے ان سے بھی اپنے آپ کو ہر شان میں بڑھ کر بتاتے ہیں۔ یہ تو سب دعویٰ ہوئے مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ ان کے دعوؤں کا نتیجہ بجز ان کے ذاتی فائدوں کے اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا ہوا۔ جن کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اولیائے امت کے مثل انہیں خیال کریں اور افضلیت تو بڑی بات ہے بھائیو! صرف اسی میں غور کرنا کافی ہے جس سے ان کے صادق یا کاذب ہونے کا کامل فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مگر حق پسندی اور انصاف دلی چاہیئے۔ اب اگر ان کے نشانوں نے تمہیں مغالطہ میں ڈال رکھا ہے تو ذرا نظر اٹھا کر دیکھو کہ جس نشان کو مرزا قادیانی نے نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اس کا پتہ نشان بھی نہ ملا۔ یعنی وہی منکوحہ آسمانی کی نسبت پیشین گوئی کس زور و شور سے کی تھی جس کی صداقت پر قسمیں کھائی گئیں جس کے ظہور میں آنے کا بار بار پختہ وعدہ خداوندی بیان کئے گئے۔ جس کے ظہور کی برسوں امید دلائی گئی اور انجام کار اس سے مایوس ہو کر کیسی بیہودہ باتیں بنائی ہیں۔ اسی طرح اس کے شوہر کے مرنے کی پیشین گوئی مرتے دم تک کرتے رہے اور اپنے سامنے اس کے مرجانے کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے خدائے تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں کی زبان سے اس کا فیصلہ کر دیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مستحکم اقرار کو بموجب

---

[1]......یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں ان سے ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔ چنانچہ ان کا مصرعہ ہے ۔ عیسے کجاست تا بنہد پا بمنبرم (ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج۳ ص ۱۸۰)

کاذب[۱] ثابت ہوئے۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہے تو رسالہ فیصلہ آسمانی ملاحظہ کیجئے اس کے تیسرے حصے میں اس کی ایسی کافی تفصیل کی گئی ہے کہ اس کے دیکھنے کے بعد کسی فہمیدہ کو اس پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے میں ذرا بھی تردد نہیں رہ سکتا۔ الغرض اس نہایت ہی عظیم الشان نشان کا تو خاتمہ ہولیا اور نصوص قطعیہ کے رو سے مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی کے تیسرے حصے میں دیکھئے۔

۱......... اس کے جواب میں آیت یَمْحُوا اللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ (رعد:۳۹) اور یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (مؤمن:۲۸) پیش کی جاتی ہے۔ پہلی آیت سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ مگر اسے محو واثبات کا اختیار ہے اس وعدے کو اس نے مٹا دیا پورا نہ کیا دوسری آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سارے وعدے پورے نہیں کرتا بعض پورے کرتا ہے۔ مگر سخت افسوس ہے کہ ان کی عقلوں پر کیسے پردے پڑے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر ان آیتوں کا یہی مطلب ہو تو خدائے تعالیٰ پر کیسا سخت الزام آئے گا۔ اور تمام وعدے خداوندی جزا اور سزا کے بیکار ہو جائیں گے کوئی لائق اطمینان نہ رہے گا۔ انبیاء کی بعثت بیکار ہو جائے گی۔ اور اس خدائے قدوس کے ہر کلام پر جھوٹ کا احتمال ہوگا۔ اور مخالفین اسلام کو کس قدر مضحکہ کا موقع ملے گا اس کے علاوہ ایک سچے اور مشہور جملے پر بھی نظر نہیں کرتے عام طور پر کہا جاتا ہے الکریم اذا وَعَدَ وَفٰی یعنی کریم جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے سب سے بڑھ کر تو کریم اسی وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے جب وہی وعدہ پورا نہ کرے تو اور کون اس سے زیادہ سچا اور وعدے کا پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اس جماعت نے قرآن مقدس کی ان آیتوں پر بھی غور سے نظر نہ کی جہاں خدائے قدوس کے وعدے کو تاکید کے ساتھ سچا کہا گیا ہے اور ارشاد ہوا ہے۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حق۔ یہ ارشاد قرآن مجید میں بہت جگہ ہے اس آیت نے عام طور سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کا سچا ہونا بیان کیا ہے اس سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ اس کے تمام وعدے سچے ہوتے ہیں اس کے سوا ایسی آیتیں بھی قرآن مجید میں بہت ہیں جن میں نہایت صفائی اور تاکید سے کہا گیا ہے کہ خدائے تعالیٰ وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (رعد:۳۱) خدائے تعالیٰ کا قول بدل نہیں سکتا۔ مَایُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ (ق:۲۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کیسے بدیہی امور عقلی ونقلی مرزائیوں کے جواب کو غلط بتا رہے ہیں۔ مگر پھر بھی متنبہ نہیں ہوتے اس تیرہ دردنی کا کیا ٹھکانہ ہے؟

اس نشان کے جھوٹا ہونے سے کسی فہمیدہ مسلمان کو مرزا قادیانی کے کسی نشان کی طرف توجہ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اس کے بیان میں ان کے بہت جھوٹ ثابت ہوئے ہیں اور دعویٰ نبوت کے جھوٹا ہونے کے لئے تو اس مدعی کا ایک جھوٹ کافی ہے اور یہاں تو انکے جھوٹوں کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ نے انہیں کاذب بتادیا پھر مسلمان کو اس کے ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔ مگر زیادہ توضیح کے لئے ان کے ایک اور نشان کو بھی ملاحظہ کیجئے جسے مرزا قادیانی نے اپنے لئے بڑے فخر سے آسمانی شہادت ٹھہرایا ہے اور اس کے اشتہار و اعلان میں بے حد کوشش کی ہے۔ اور اس کے بیان میں دفتر سیاہ کئے ہیں اور متعدد رسالوں میں بڑے زور سے اپنی صداقت میں اسے پیش کیا ہے وہ شہادت یہ ہے کہ ۱۳۱۲ھ کے رمضان المبارک میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ رمضان میں ان دونوں گرہنوں کا اجتماع امام مہدی کی علامت ہے۔ یعنی جب ایسا گرہن پایا جائے تو جان لو کہ امام مہدی کا ظہور ہوا۔ ان دنوں قادیانی جماعت میں اس کا تذکرہ بہت سنا جاتا ہے اور مرزا قادیانی کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں اس کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے جس سے طالبین حق پر روشن ہو جائے گا۔ کہ ۱۳۱۲ھ کا گرہن امام مہدی کی علامت ہرگز نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی نے غلط فہمی سے ایسا دعویٰ کیا یا ناواقفوں کو دھوکا دینا چاہا۔ اس کے وجوہ مجملاً پہلے ملاحظہ کرنے چاہئیں۔

پہلی وجہ اس دعویٰ کی بنیاد مرزا قادیانی نے جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث اس لائق ہرگز نہیں ہے کہ اس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جائے کہ مہدی موعود کے وقت میں ایسے گرہنوں کا ہونا ضرور ہے اور وہ گرہن امام مہدی کی علامت ہیں۔ الغرض جب اس حدیث کے بے اصل ہونے پر نظر کی جاتی ہے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ جیسا پانی پر حباب یعنی بلبلا۔

دوسری وجہ حدیث کے جو معنے اور مطلب مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں وہ محض غلط ہیں کوئی ذی علم اور مخصوص عربی علم اور زبان عرب سے واقفیت رکھنے والا وہ معنی ہرگز نہیں کرے گا جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کے معنے کو بالیقین غلط بتائے گا۔ ہاں جو اپنے علم اور عقل کو مرزا قادیانی پر نثار کرکے معرا رہ گیا ہو اس کا ذکر نہیں ہے۔

تیسری وجہ ۱۳۱۲ھ کا گرہن ایک معمولی گرہن تھا جو اپنے وقت پر ہوا بعینہ

طرح کے گرہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ جیسا عنقریب ظاہر ہو جائے گا۔ پھر ایک معمولی بات کو عظیم الشان امر کا نشان قرار دینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے اور پھر ایسی بے عقلی کی بات کو حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا کسی صاحب عقل مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

چوتھی وجہ مذکورہ گرہن کو حدیث کا مصداق قرار دینا بالکل غلط ہے حدیث کے چار جملے اسی غلطی کو نہایت صفائی سے ظاہر کرتے ہیں جس کی تشریح ناظرین آئندہ ملاحظہ کریں گے۔

پانچویں وجہ مرزا قادیانی نے اس گرہن کے نشان بنانے کے لئے دعوے کی قید لگائی ہے اور یہ کہا ہے کہ رمضان کی ان تاریخوں میں دونوں گرہنوں کا اجتماع کسی مدعی رسالت و نبوت کے وقت میں نہیں ہوا۔ (ملخص حقیقت الوحی ص ۱۹۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

بلکہ اسی مہدی کے دعوے کے وقت میں ایسا ہوگا مگر یہ دعویٰ بھی کئی طریقے سے غلط ہے اول گرہنوں کا اجتماع کے لئے یہ قید لگانا کہ کسی مدعی رسالت ومہدویت کے وقت میں نہیں ہوا ہوگا۔ محض ایجاد بندہ ہے حدیث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو اس کی طرف اشارہ بھی کرتا ہو۔ بلکہ حدیث میں نہایت صفائی سے صرف ان دونوں گرہنوں کو بے نظیر کہا ہے کہ جب سے دنیا ہوئی ہے ایسے گرہن کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خلاف روایت محض مرزا قادیانی کے اضافہ کو مان لیا جائے۔ اگر کسی ذی علم قادیانی کو دعویٰ ہو تو اس قید کا ثبوت پیش کرے اور امام مہدی کی علامتیں جو مکتوبات[1] امام ربانی اور فتوحات مکیہ وغیرہ میں لکھی ہیں انہیں پیش نظر رکھے۔ دوم یہ کہ کوئی معمولی بات اتفاقاً کسی کے دعوے کے وقت میں ہونے سے کسی عظیم الشان امر کا نشان نہیں

---

[1] ان دونوں کتابوں کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ بعض ذی علم قادیانی انہیں نہایت معتبر سمجھتے ہیں اور اپنے مدعا کے ثبوت میں ان کا حوالہ دیتے ہیں۔ (القاربانی دیکھی جائے) ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ دعویٰ نبوت یا رسالت کی قید لگانا۔ قرآن مجید کے نص قطعیہ اور صحیح حدیثوں کے خلاف ہے کیونکہ قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا پھر کوئی سچا مہدی مدعی نبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہوسکتی سوم یہ کہ اس سے قبل بھی بعض مدعیان نبوت ومہدویت کے وقت میں اس قسم کے گرہنوں کا اجتماع ہوا ہے۔ آئندہ اس کا ثبوت بیان ہوگا۔ اور بالفرض اگر اس کا ثبوت نہ ہوتو بھی مرزا قادیانی کا دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا۔ ان کے دعوے کی غلطی دوسری دلیلوں سے ثابت کردی گئی ہے۔

اب ان پانچوں وجھوں کی تفصیل نہایت غور اور تامل سے ملاحظہ کی جائے پہلے میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ رمضان شریف کی ۱۳۔ ۲۸ کو گرہنوں کا اجتماع معمولی بات ہے۔ جس طرح کے گرہن مرزا قادیانی کے دعوے کے بعد ہوئے اسی طرح ان کے دعوے کے قبل بھی ہوئے ہیں جس طرح چاند گرہن کے لئے عادۃ اللہ یہ ہے کہ تاریخ ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو ہو اور سورج گرہن ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ کو ہو۔ اسی طرح یہ بھی عادۃ اللہ ہے کہ دورہ مقررہ اور اوقات معینہ کے بعد دونوں کا اجتماع ایک ماہ میں ہو۔ اب وہ مہینہ رمضان شریف کا ہو یا دوسرا مہینہ ہو۔ اگر علم کے ساتھ طلب تحقیق اور دل میں حق پسندی ہے تو علم ہیئت ونجوم کی کتابوں کو دیکھئے۔ اگر آپ بہ نظر تحقیق دیکھیں گے تو بالیقین میرے بیان کی تصدیق کریں گے۔

ناظرین! یہ امر ظاہر ہے کہ جس طرح علم رمل اور نجوم وغیرہ سے گذشتہ اور آئندہ کی خبریں معلوم ہوتی ہیں اور بہت رمال ونجومی وہ خبریں شائع کیا کرتے ہیں اسی طرح علم ہیئت اور نجوم کے ماہر گذشتہ اور آئندہ کے گرہنوں کو بیان کرتے ہیں۔ اور اپنی کتابوں میں لکھا کرتے ہیں اس وقت میرے پاس اس فن کی دو کتابیں موجود ہیں مسٹر کیتھ کی کتاب یوز آف دی گلوبس اور حدائق النجوم [۱] پہلی کتاب انگریزی میں ہے اور دوسری فارسی میں ان دونوں کتابوں میں لکھنے

---

[۱] .... یہ مبسوط کتاب فارسی زبان میں ہیئت فیساغرثی کے بیان میں ۱۵۸ صفحوں پر ۱۳۵۶ھ میں مطبع محمدی لکھنؤ میں چھپی ہے اس وقت نہایت کم یاب ہے جو فہرست گرہنوں کی نقل کی گئی ہے وہ ص ۱۲۷ سے ص ۱۲۷ تک ہے اور مسٹر کیتھ کی کتاب کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ لندن میں ۱۸۶۹ء میں چھپا ہے اس کے ص ۲۷۳ سے ۲۷۶ تک یہ فہرست ہے یہ کتاب بھی ان دنوں کم یاب ہے۔

کے وقت آئندہ گرہنوں کی فہرست دی ہے مسٹر کیتھ نے پورے سو برس کی فہرست دی ہے یعنی ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک کی۔ مسٹر کیتھ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ سو برس کے عرصہ میں پانچ مرتبہ سورج گرہن اور چاند گرہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا اور حدائق النجوم کی فہرست میں تریسٹھ برس کے اندر تین گرہنوں کا اجتماع رمضان شریف میں لکھا ہے۔ چونکہ یہ تین ۱؎ اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مؤلف اس پر متفق ہیں اور ان تین گرہنوں کے دیکھنے والے بھی اس وقت تک موجود ہیں اور ان گرہنوں کا ظہور بھی بالاتفاق ۱۳۔ رمضان شریف اور ۲۸ کو ہوا ہے۔ اس لئے میں صرف پینتالیس برس کے گرہنوں کی فہرست ان دونوں کتابوں سے نقل کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس قلیل مدت میں تین مرتبہ ایسے گرہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پھر دنیا کی ابتداء سے اس کثیر مدت میں کس قدر رہا ہوگا۔ اسے خیال کرو۔

۱؎...... یہ تقریر مرزا قادیانی کے خیال کے بموجب کی گئی ہے مگر ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیشین گوئی کی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے اس لئے اگر ۱۳ تاریخ اور ۲۸ رمضان کو گرہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گرہن کو نشان ہونا چاہئے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہئے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ نوے برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کے ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی ۱۲۶۳ھ اور ۱۲۶۷ھ اور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۱۰ھ و ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ ہے اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو ۴۶ برس میں چھ مرتبہ ہوا اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گرہن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں۔ ذرا ہوش کر کے جواب دو۔

گہنوں کی فہرست ملاحظہ ہو

رمضان شریف میں گہنوں کا پہلا اجتماع

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن: انگریزی مہینہ		عربی مہینہ		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جنوری	۱۷	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۲	چاند	جزئی	”	”	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳	سورج		”	”	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۴	چاند	کلی	۱۸۵۲	۱۲۶۸	جنوری	۷	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۵	چاند	کلی	”	”	جولائی	۱	رمضان	۱۲	دوپہر کے بعد
۶	سورج		”	۱۲۶۹	دسمبر	۱۱	صفر	۲۸	آدھی رات کے بعد
۷	چاند	جزئی	”	”	دسمبر	۲۶	ربیع الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۸	چاند	جزئی	۱۸۵۳	”	جون	۲۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۹	چاند	”	۱۸۵۴	۱۲۷۰	مئی	۱۲	شعبان	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰	چاند	”	”	۱۲۷۱	نومبر	۴	صفر	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۱	چاند	کلی	۱۸۵۵	”	مئی	۲	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲	سورج		”	”	مئی	۱۶	شعبان	۲۸	”
۱۳	چاند	کلی	”	۱۲۷۲	اکتوبر	۲۵	صفر	۱۳	”
۱۴	چاند	جزئی	۱۸۵۶	۱۲۷۲	اپریل	۲۰	شعبان	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۵	سورج		”	۱۲۷۳	ستمبر	۲۹	محرم	۲۸	”
۱۶	چاند	جزئی	۱۸۵۶	”	اکتوبر	۱۳	صفر	۱۳	دوپہر کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۱۷	سورج		۱۸۵۷	۱۲۷۴	ستمبر	۱۸	محرم	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۸	چاند	جزئی	۱۸۵۸	〃	فروری	۲۷	رجب	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۹	سورج		〃	〃	مارچ	۱۵	رجب	۲۸	〃
۲۰	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۵	اگست	۲۴	محرم	۱۴	〃
۲۱	چاند	کلی	۱۸۵۹	〃	فروری	۱۷	رجب	۱۳	آدھی رات کے بعد
۲۲	سورج		〃	〃	جولائی	۲۹	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۳	چاند	کلی	〃	۱۲۷۶	اگست	۱۳	محرم	۱۳	〃
۲۴	چاند	جزئی	۱۸۶۰	〃	فروری	۷	رجب	۱۴	آدھی رات کے بعد
۲۵	سورج		〃	〃	جولائی	۱۸	ذی الحجہ	۲۸	دوپہر کے بعد
۲۶	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۷	اگست	۱	محرم	۱۳	〃
۲۷	سورج		۱۸۶۱	۱۲۷۷	جنوری	۱۱	جمادی الثانی	۲۰	آدھی رات کے بعد
۲۸	سورج		〃	〃	جولائی	۸	ذی الحجہ	۲۹	〃
۲۹	چاند	جزئی	〃	۱۲۷۸	دسمبر	۱۷	جمادی الثانی	۱۴	〃
۳۰	سورج		〃	〃	دسمبر	۳۱	جمادی الثانی	۲۸	دوپہر کے بعد
۳۱	چاند	کلی	۱۸۶۲	〃	جون	۱۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۲	چاند	کلی	〃	۱۲۷۹	دسمبر	۶	جمادی الثانی	۱۳	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۳۳	سورج		۱۸۶۲	۱۲۷۹	دسمبر	۲۱	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۳۴	سورج		۱۸۶۳	″	مئی	۱۷	ذیقعدہ	۲۷	دوپہر کے بعد
۳۵	چاند	کلی	″	″	جون	۲	ذی الحجہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۳۶	چاند	جزئی	″	۱۲۸۰	نومبر	۲۵	جمادی الثانی	۱۳	″
۳۷	سورج		۱۸۶۴	″	مئی	۶	ذیقعدہ	۲۹	″
۳۸	چاند	جزئی	۱۸۶۵	۱۲۸۱	اپریل	۱۱	ذیقعدہ	۱۴	″
۳۹	چاند	جزئی	″	۱۲۸۲	اکتوبر	۴	جمادی الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۴۰	سورج		۱۸۶۵	۱۲۸۲	اکتوبر	۱۹	جمادی الاول	۲۸	دوپہر کے بعد
۴۱	سورج		۱۸۶۶	″	مارچ	۱۶	شوال	۲۸	″
۴۲	چاند	کلی	″	″	مارچ	۳۱	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۴۳	چاند	کلی	″	۱۲۸۳	ستمبر	۲۴	جمادی الاول	۱۴	دوپہر کے بعد
۴۴	سورج		۱۸۶۷	″	مارچ	۶	شوال	۲۸	آدھی رات کے بعد
۴۵	چاند	جزئی	″	″	مارچ	۲۰	ذیقعدہ	۱۳	″
۴۶	چاند	جزئی	″	۱۲۸۴	ستمبر	۱۴	جمادی الاول	۱۵	″
۴۷	سورج		۱۸۶۸	″	اگست	۱۸	ربیع الثانی	۲۸	″
۴۸	چاند	جزئی	۱۸۶۹	″	جنوری	۲۸	شوال	۱۴	″

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	نام گہن چاند گہن یا سورج گہن	گہن جزئی یا کلی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن — انگریزی — مہینہ	تاریخ	عربی — مہینہ	تاریخ	دوپہرن یا آدھی رات کے بعد
۴۹	چاند	جزئی	۱۸۶۹	۱۲۸۶	جولائی	۲۳	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۰	سورج		"	"	اگست	۷	ربیع الثانی	۲۸	"
۵۱	چاند	کلی	۱۸۷۰	"	جنوری	۱۷	شوال	۱۴	"
۵۲	چاند	کلی	"	۱۲۸۷	جولائی	۱۲	ربیع الثانی	۱۲	"
۵۳	سورج		۱۸۷۰	۱۲۸۷	دسمبر	۲۲	رمضان	۲۸	دوپہر کے بعد
۵۴	چاند	جزئی	۱۸۷۱	"	جنوری	۶	شوال	۱۴	"
۵۵	سورج		"	۱۲۸۸	جون	۱۸	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۶	چاند	جزئی	"	"	جولائی	۲	ربیع الثانی	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۵۷	سورج		"	"	دسمبر	۱۲	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۵۸	چاند	جزئی	۱۸۷۲	۱۲۸۹	مئی	۲۲	ربیع الاول	۱۳	دوپہر کے بعد
۵۹	سورج		"	"	جون	۶	ربیع الاول	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۰	چاند		"	"	نومبر	۱۵	شعبان	۱۳	"
۶۱	چاند	کلی	۱۸۷۳	۱۲۹۰	مئی	۱۲	ربیع الاول	۱۴	"
۶۲	سورج		"	"	مئی	۲۶	ربیع الاول	۲۸	"
۶۳	چاند	کلی	"	"	نومبر	۴	رمضان	۱۲	دوپہر دن کے بعد
۶۴	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	مئی	۱	ربیع الاول	۱۴	"

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۶۵	سورج		۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۱۰	شعبان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۶۶	چاند	جزئی	۱۸۷۴	۱۲۹۱	اکتوبر	۲۵	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۶۷	سورج		۱۸۷۵	۱۲۹۲	اپریل	۶	صفر	۲۸	″
۶۸	سورج		″	″	ستمبر	۲۹	شعبان	۲۸	دوپہر دن کے بعد
۶۹	چاند	جزئی	۱۸۷۶	۱۲۹۳	مارچ	۱۰	صفر	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۰	چاند	جزئی	″	″	ستمبر	۳	شعبان	۱۴	دوپہر دن کے بعد
۷۱	چاند	کلی	۱۸۷۷	۱۲۹۴	فروری	۲۷	صفر	۱۳	″
۷۲	سورج		″	″	مارچ	۱۵	صفر	۲۹	آدھی رات کے بعد
۷۳	سورج		″	″	اگست	۹	رجب	۲۸	″
۷۴	چاند	کلی	″	″	اگست	۲۳	شعبان	۱۳	دوپہر دن کے بعد
۷۵	چاند	کلی	۱۸۷۸	۱۲۹۵	فروری	۱۷	صفر	۱۴	آدھی رات کے بعد
۷۶	سورج		″	″	جولائی	۲۹	رجب	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۷	چاند	جزئی	″	″	اگست	۱۳	شعبان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۷۸	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جنوری	۲۲	محرم	۲۸	دوپہر کے بعد
۷۹	سورج		۱۸۷۹	۱۲۹۶	جولائی	۱۹	رجب	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۰	چاند	جزئی	″	۱۲۹۷	دسمبر	۲۸	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی گہن	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر دن یا آدھی رات کے بعد
۸۱	سورج		۱۸۸۰	۱۲۹۷	جنوری	۱۱	محرم	۱۴	دوپہر کے بعد
۸۲	چاند	کلی	〃	〃	جون	۲۲	رجب	۱۳	〃
۸۳	چاند	کلی	〃	۱۲۹۸	دسمبر	۱۶	محرم	۱۳	〃
۸۴	سورج		〃	〃	دسمبر	۳۱	محرم	۲۸	〃
۸۵	سورج		۱۸۸۱	〃	مئی	۲۸	جمادی الثانی	۲۹	آدھی رات کے بعد
۸۶	چاند	کلی	〃	〃	جون	۱۲	شعبان	۱۴	〃
۸۷	چاند	جزئی	〃	۱۲۹۹	دسمبر	۵	محرم	۱۲	دوپہر کے بعد
۸۸	سورج		۱۸۸۲	〃	مئی	۱۷	جمادی الثانی	۲۸	آدھی رات کے بعد
۸۹	سورج		〃	〃	نومبر	۱۱	ذی الحجہ	۲۹	〃
۹۰	چاند		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اپریل	۲۲	جمادی الثانی	۱۴	دوپہر کے بعد
۹۱	چاند	جزئی	〃	〃	اکتوبر	۱۶	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۲	سورج		۱۸۸۳	۱۳۰۰	اکتوبر	۳۱	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد
۹۳	سورج		۱۸۸[illegible]	۱۳۰۱	مارچ	۲۷	جمادی الاول	۲۸	
۹۴	چاند	کلی	〃	〃	اپریل	۱۰	جمادی الثانی	۱۳	دوپہر کے بعد
۹۵	چاند	کلی	〃	〃	اکتوبر	۴	ذی الحجہ	۱۴	
۹۶	سورج		〃	〃	اکتوبر	۱۹	ذی الحجہ	۲۹	آدھی رات کے بعد

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات کے بعد
۹۷	چاند	جزئی	۱۸۸۵	۱۳۰۳	مارچ	۳۰	جمادی الثانی	۱۲	دوپہر کے بعد
۹۸	چاند	جزئی	〃	〃	ستمبر	۲۴	ذی الحجہ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۹۹	سورج		۱۸۸۶	۱۳۰۳	اگست	۲۹	ذیقعدہ	۸	دوپہر کے بعد
۱۰۰	چاند	جزئی	۱۸۸۷	۱۳۰۴	فروری	۸	جمادی الاولیٰ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۱	چاند	جزئی	〃	〃	اگست	۳	ذیقعدہ	۱۲	دوپہر کے بعد
۱۰۲	سورج		〃	〃	اگست	۱۹	ذیقعدہ	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۰۳	چاند	کلی	۱۸۸۸	۱۳۰۵	جنوری	۲۸	جمادی الاولیٰ	۱۴	دوپہر کے بعد
۱۰۴	چاند	کلی	〃	〃	جولائی	۲۳	ذیقعدہ	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۰۵	چاند	جزئی	۱۸۸۹	۳۰۶	جنوری	۱۷	جمادی الاولیٰ	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۶	چاند	جزئی	〃	〃	جولائی	۱۲	ذیقعدہ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۰۷	سورج		〃	۱۳۰۷	دسمبر	۲۲	ربیع الثانی	۲۸	〃
۱۰۸	چاند	جزئی	۱۸۹۰	〃	جون	۳	شوال	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۰۹	سورج		〃	〃	جون	۱۷	شوال	۲۸	〃
۱۱۰	چاند	جزئی	〃	۱۳۰۸	نومبر	۲۶	جمادی الاولیٰ	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۱	چاند	کلی	۱۸۹۱	〃	مئی	۲۳	شوال	۱۴	〃
۱۱۲	سورج		〃	〃	جون	۹	شوال	۲۸	〃

گہنوں کی فہرست

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	گہن کلی یا جزئی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	زمانہ اوسط چاند گہن یا سورج گہن				
					انگریزی		عربی		
					مہینہ	تاریخ	مہینہ	تاریخ	دوپہر یا آدھی رات سے بعد
۱۱۳	چاند	کلی	۱۸۹۱	۱۳۰۹	نومبر	۱۶	ربیع الثانی	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۱۴	چاند	جزئی	۱۸۹۲	”	مئی	۱۱	شوال	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۵	چاند	کلی	”	۱۳۱۰	نومبر	۴	ربیع الثانی	۱۳	”
۱۱۶	سورج		۱۸۹۳	”	اپریل	۱۶	رمضان	۲۸	”
۱۱۷	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	دوپہر کے بعد
۱۱۸	سورج		”	”	اپریل	۶	رمضان	۲۸	آدھی رات کے بعد
۱۱۹	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۲	ستمبر	۱۵	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد
۱۲۰	سورج		”	”	ستمبر	۲۹	ربیع الاول	۲۸	”
۱۲۱	چاند	کلی	۱۸۹۵	”	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آدھی رات کے بعد
۱۲۲	سورج		”	”	مارچ	۲۶	رمضان	۲۸	”
۱۲۳	سورج		”	۱۳۱۳	اگست	۲۰	صفر	۲۸	دوپہر کے بعد
۱۲۴	چاند	کلی	”	”	ستمبر	۴	ربیع الاول	۱۴	آدھی رات کے بعد

(۱۱۷–۱۱۸) رمضان شریف میں گہنوں کا دوسرا اجتماع

(۱۲۱–۱۲۲) رمضان شریف میں گہنوں کا تیسرا اجتماع

یہ پینتالیس ۴۵ برس کے گرہنوں کی فہرست ہے جو حدائق النجوم فارسی اور مسٹر کیتھ کی انگریزی کتاب یوز آف دی گلوبس سے نقل کی گئی ہے۔ صرف سن ہجری کی مطابقت زیادہ کر دی گئی ہے اس فہرست میں دو باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

پہلی بات یہ ہے کہ اس فہرست سے معلوم ہوا کہ ماہر علم ہیئت اور نجوم نے خاص گرہن کے متعلق ایک سو چوبیس ۱۲۴ پیشین گوئیاں کیں اس طرح پر کہ ان کے ہونے کی تاریخ اور وقت بیان کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ گہن پورا ہوگا یا پورا نہ ہوگا اور اسی کے مطابق ظہور میں آیا۔ کیونکہ یہ کتابیں مدتوں سے چھپی ہوئی مشہور ہیں مگر کسی نے غلطی کا الزام نہیں دیا۔ جو گرہن اس وقت کے لوگوں کے سامنے ہوئے وہ اعلانیہ اس پیشین گوئی کے مطابق پائے گئے۔ اسی پر ماہرین علم رمل اور جفر کو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ ہر ایک بات کی خبر دیتے ہیں اسی طرح علم کہانت ہے پیشتر عرب میں کاہن ہوتے تھے اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے تھے۔ میں نے رسالہ دلائل حقانی کی تیسری دلیل میں ایک بغدادی کاہنہ کا ذکر کیا ہے جس کی پیشین گوئیاں کا امتحان خراسان کے بادشاہ نے کیا۔ اہل کمال علما نے تیس برس تک امتحان کیا اور اس کی سب پیشین گوئیوں کو سچا پایا۔ اسی طرح علم رمل وغیرہ کے ماہرین کی پیشین گوئیاں بھی سچی ہوتی ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جس قدر انہیں ان علوم میں کمال اور تجربہ ہوگا۔ اس قدر ان کی پیشین گوئیاں سچی ہوں گی۔ ممکن ہے کہ کسی کو ایسا کمال اور تجربہ ہو کہ اس کی ساری پیشین گوئیاں سچی نکلیں اس کے غلط ہونے پر کوئی دلیل قرآن وحدیث میں نہیں معلوم ہوتی [1] اس سے بالیقین معلوم ہوا کہ پیشین گوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی

---

[1] البتہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں اپنی قرآن دانی کے زعم میں قرآن شریف سے اس دعوے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور آیۂ ذیل پیش کرتے ہیں۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ بجز اس کے جسے اوس نے اپنی رسالت کے لئے پسند کیا ہے۔ اس آیت سے یہ مطلب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی اور رسول کے سوا کوئی غیب کی خبر نہیں دے سکتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اس لئے پیشین گوئی وہی کرے گا جو خدا کا رسول ہوگا۔
بھائیو! یہ کیسی غلط فہمی یا مدہوشی ہے کہ محض غلط بات کو قرآن شریف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس سے واقف نہیں ہو کہ نجومی اور رمال وغیرہ پیشین گوئیاں کی کرتے ہیں۔ پھر کیا یہ سب خدا کے رسول ہیں؟ خدا سے ڈر کر اس کا جواب دو مرزا قادیانی کا بیان تو یہی کہہ رہا ہے کہ ان سب کا رسول ہونا چاہئے کیونکہ یہ لوگ پیشین گوئی کرتے ہیں اور پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر وہی دیتا ہے جو خدا کا رسول ہے اس لئے جو پیشین گوئی کرے وہ خدا کا رسول ہے۔ اب قادیانی جماعت سے کوئی دریافت کرے کہ مرزا قادیانی کی یہی قرآن دانی ہے کہ آیت کا مطلب ایسا غلط بیان کرے ہیں۔ جس کی غلطی کسی پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور مخالفین اسلام کو پورے طور سے مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔ اس آیت کے صحیح معنے میں نے فیصلہ آسمانی حصہ سوم مطبوعہ بار اول کے ص ۶۷ و ۶۸ میں بیان کی ہیں وہاں دیکھنا چاہئے۔ غرض کہ قرآن مجید سے یہ ثابت کرنا کہ پیشین گوئی رسول خدا کی رسول کوئی نہیں کرسکتا۔ محض غلط ہے۔

مقدس کے لئے معیار صداقت ہو سکے کیونکہ پیشین گوئی ایسے انسان بھی کرتے ہیں جو مقدس نہیں ہیں اور ان کی پیشین گوئیاں صحیح بھی ہوتی ہیں البتہ انبیاء کرام کی پیشین گوئیاں سب سچی ہوتی ہیں ان میں غلط فہمی وغیرہ کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا مگر چونکہ پیشین گوئی کرنا اور اس کا سچا ہو جانا مشترک امر ہے اس لئے ان صداقت کا معیار نہیں کہہ سکتے۔ البتہ انبیاء کرام کی نبوت و رسالت چونکہ دلیلوں اور معجزے سے ثابت ہوتی ہے اس لئے اس کی پیشین گوئیاں سچی اور منجانب اللہ ہوتی ہیں اور دلائل نبوت کی مؤید اور روشن کرنے والی۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت پیشین گوئیاں فرمائیں اور جن کا وقت گذر چکا وہ سب [1] پوری ہوئیں مگر آپ نے کسی وقت انہیں اپنی صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ اور طالبین معجزے کو کسی پیشین گوئی کا حوالہ نہیں دیا قادیانی جماعت اس پر غور کر کے دیکھے کہ وہ کیسی غلطی میں پڑی ہے اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کو صداقت میں پیش کیا کرتی ہے حالانکہ ان کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں خصوصاً وہ جنہیں انہوں نے نہایت ہی عظیم الشان کہہ کر اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کیا تھا اس بیان میں سے دو طور سے مرزا قادیانی کی ناراستی ثابت ہوئی۔

---

[1]......اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حدیبیہ والی پیشین گوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط ہے اس کی تفصیل میں میں نے ایک خاص مضمون لکھا ہے یہ جھوٹا الزام جماعت مرزائیہ کی زبان پر خوب مشق ہے۔ جہلا کو بھی سکھلا دیا گیا ہے۔ جب کسی نے مرزا قادیانی کی غلط پیشین گوئیاں پیش کیں تو بھی جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ کی بھی بعض پیشین گوئیاں غلط ہوئی تھیں۔ (استغفر اللہ) مرزا قادیانی نے تو اپنے بچاؤ کے خیال سے لفظ وقت ''انداز کردہ'' زیادہ کیا تھا مگر عوام اس کو کیا سمجھ سکتے ہیں انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی بعض پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوئیں اسی طرح مرزا قادیانی کی بھی نہیں ہوئیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے حالانکہ یہ خیال محض غلط ہے۔ میں نے فیصلہ آسمانی کے حصہ سوم میں کتب سابقہ اور قرآن مجید سے ثابت کر دیا ہے کہ سچے رسول کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی نہیں ہوسکتی جس کی ایک پیشن گوئی بھی جھوٹی ہو جائے وہ قطعاً جھوٹا ہے۔

اول مرزا قادیانی شہادۃ القرآن (ص ۷۹ خزائن ج ۶ ص ۳۷۵) میں لکھتے ہیں کہ "پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں .... جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ اللہ جل شانہ کے اختیار میں" میں یہ کیسا ناراست اور محض غلط دعویٰ ہے جسے کچھ بھی علم اور دنیا کی حالت پر نظر ہے وہ رمال اور نجومیوں کی پیشین گوئیاں دیکھتا ہے۔ اور ان کے سچے ہونے کا بھی تجربہ کرتا ہے۔ دوم مرزا قادیانی یہ بھی کہتے ہی کہ "ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہوسکتا) حوالہ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضا)

صداقت کا یہ معیار کسی نبی نے بیان نہیں فرمایا غرض کہ پیشین گوئی کو صداقت کا معیار بتانا صادقوں کا کام نہیں ہوسکتا۔ اور نہ پیشین گوئی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ مختلف قسم کے انسان پیشین گوئی کرتے ہیں۔ پیشین گوئی کرنا انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس قلیل مدت یعنی چھیالیس برس میں تین مرتبہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا اجتماع رمضان شریف کی ۱۳ تاریخ اور ۲۸ میں ہوا۔

پہلا اجتماع گرہنوں کا

۱۲۶۷ھ میں جو مطابق ہے ۱۸۵۱ء کے اس گرہن کا ظہور ہندوستان میں ہوا اور اس کے دیکھنے والے اس وقت تک موجود ہیں ان گرہنوں کی تاریخ وہی ۱۳۔ اور ۲۸۔ رمضان ہے جن تاریخوں کے گرہنوں کو مرزا قادیانی مہدی کا نشان کہتے ہیں۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی کیونکہ انہوں نے کتاب البریہ ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ میں اپنی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ کی بتائی ہے غرضکہ [1] یہ گرہن ان کے دعوے کے بہت پہلے ہے اس گرہن کا اجتماع رمضان کے ۱۳۔ ۲۸ کو ایسا صحیح ہے کہ دو ماہر فن نجوم کے لکھنے کے علاوہ نہایت معتبر اہل کمال اور بعض دیگر سن رسیدہ حضرات اپنا معائنہ و مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

---

[1] .... بعض نادان مرزائیوں کو دیکھا کہ وہ اس گرہن کو بھی مرزا قادیانی ہی کا نشان سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک نشان دعوے سے قبل ہوا اور ایک بعد ہوا مگر یہ کہنا خود مرزا قادیانی کے قول کے خلاف ہے ان کے مریدین کو چونکہ راستی سے کچھ واسطہ نہیں ہے اس لئے ناواقفوں کے روبرو جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسی بات بنا دیتے ہیں۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو (ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰) میں

دوسرا اجتماع گرہنوں کا

۱۳۱۱ھ کے رمضان میں ہوا جو ۱۸۹۴ء کے مطابق ہے اس گرہن کا ظہور ہندوستان میں نہیں ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔ ہندوستانی جنتریوں میں اس چاند گرہن کی تاریخ ۱۲ ہے ۱۳ نہیں ہے مرزا قادیانی نے ہندوستان میں رہ کر اس کی تاریخ بھی ۱۳ بتائی ہے اور حقیقتہ الوحی میں اس گرہن کو بھی اپنا نشان بتایا ہے اور محض غلط حوالہ دے دیا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے وقت میں ایسے گرہن دو مرتبہ ہوں گے حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں ہے۔ اس صریح جھوٹ کے علاوہ اس گرہن کا وجود ہندوسان میں نہیں ہوا جہاں مرزا قادیانی کا وجود ہے بلکہ اس ملک میں ہوا جہاں ان کی طرح ایک دوسرا مدعی رسالت موجود ہے۔ ان کی عقل پر افسوس ہے کہ جو چیز ایک جھوٹے مدعی کے ملک میں اس کے دعوے کے وقت میں پائی جائے اسے مدعی صادق کی علامت کہتے ہیں؟

(گذشتہ سے پیوستہ) مرزا قادیانی نے حدیث کا ترجمہ لکھا ہے اس میں وہ صاف لکھتے ہیں کہ وہ دونوں نشان مہدی کے وقت میں ہوں گے' ۱۲۶۷ھ کا گرہن مرزا قادیانی کے ادعا کے وقت میں نہیں ہے بلکہ اس وقت میں ہے کہ اس دعوے کا انہیں خیال بھی نہ ہوگا۔ پھر (ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴) میں لکھتے ہیں۔ کہ نشانوں کو ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں۔ جب اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے اس کے بعد لکھتے ہیں اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضرور ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو' اس آخر کے قول نے نہایت ہی وضاحت سے ثابت کر دیا کہ ۱۲۶۷ھ کا گرہن مرزا قادیانی کے لئے نشان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ ان کے دعوے اور اس کی تکذیب سے بہت پہلے ہے البتہ مرزا قادیانی کے خیال کے موافق اگر اسے علامت کہا جائے تو علی محمد بابی کے لئے ہوگا کیونکہ اس کے دعویٰ نبوت و مہدویت اور اس کی تکذیب کے بعد یہ گرہن ہوا ہے جس وقت اس کا خلیفہ اس کے دعوے کو روشن کر رہا تھا یہ فرقہ اب تک موجود ہے۔ چنانچہ لندن۔ فرانس۔ امریکہ۔ کلکتہ اور بمبئی اور رنگون میں بھی اس کے پیرو ہیں۔ اور اب چھپرے میں آ گئے ہیں اور ان کا سر گروہ عبد البہا ہے لندن کے معزز میمن اس کے مرید ہوگئے ہیں۔ اس فرقہ کو بہائیہ کہتے ہیں اور بابی بھی کہتے ہیں۔

تیسرا اجتماع گرہنوں کا

۱۳۱۲ھ کے رمضان شریف کی ۱۳۔ ۲۸ مطابق ۲۶ مارچ کے ہوا یہی گرہن ہے جسے مرزا قادیانی نے اپنے لئے آسمانی شہادت ٹھہرایا ہے۔ اور دار قطنی کی روایت کا مصداق قرار دیا ہے۔ مگر یہاں غور کرنا چاہئے کہ چھیالیس برس کے گرہنوں میں یہ تیسری مرتبہ رمضان کی ۱۳۔ ۲۸ تاریخ کو دونوں گرہنوں کا اجتماع ہوا ہے پھر یہ گرہن اس حدیث کا مصداق کس طرح ہوسکتا ہے۔ جس کی نسبت حدیث میں نہایت صاف طور سے یہ ارشاد ہے۔ لَمْ تکونامُنْذَ خلق اللّٰهُ السّمٰواتِ وَالْاَرْضَ. (سنن الدار قطنی ج۲ص۶۵) یہ جملہ حدیث کے شروع میں بھی ہے اور آخر میں بھی ہے۔ آخر میں لَمْ تَكُوْنَا کی ضمیر یقینی طور سے چاند گرہن اور سورج گرہن کی طرف پھرتی ہے کوئی دوسرا مرجع اس ضمیر کا نہیں ہوسکتا اس لئے اس جملہ کے یہی معنے ہیں کہ جب سے آسمان وزمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اس وقت سے لے کر اس مہدی کے وقت تک ایسا چاند گرہن اور سورج گرہن کبھی نہ ہوا ہوگا یعنی وہ دونوں گرہن ایسے بے مثل اور بے نظیر ہوں گے کہ اس سے پہلے کسی وقت ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ حدیث کے اس آخری جملہ میں خاص ان گرہنوں کو بے نظیر کہا ہے جن کا ذکر اس سے پہلے جملہ میں ہے اور اس سال کا گرہن تو ایسا ہے کہ جس کی ایک نظیر اس سے ایک سال پہلے یعنی ۱۳۱۱ھ میں موجود ہے پھر وہ بے نظیر کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور جب وہ بے نظیر نہیں ہے تو دار قطنی کی حدیث کا مصداق نہیں ہوسکتا اور لطف یہ ہے کہ پہلی نظیر جس وقت اور جس ملک میں پائی گئی اس وقت اس ملک میں ایک مدعی رسالت یعنی مسٹر ڈوئی موجود ہے اگرچہ وہ جھوٹا ہے مگر جس گرہن کو مرزا قادیانی سچے رسول کی علامت بیان کرتے ہیں وہ علامت جھوٹے مدعی کے وقت اسی کے ملک میں پائی گئی۔ پھر یہ کیسے عقل پر پردے پڑے ہیں کہ وہ علامت جو نہایت صاف طور سے جھوٹے کے وقت اور اس کے ملک میں پائی جائے اسے سچے رسول کی نشانی کہا جاتا ہے افسوس! بلکہ واقعات کا معائنہ کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں گرہن یعنی ۱۳۱۱ اور ۱۳۱۲ھ کے جھوٹوں کی نشانی ہوئی پہلے امریکہ میں مسٹر

ڈوئی کی علامت ہوئی اس کے ایک سال کے بعد ہندوستان میں مرزا قادیانی کی علامت کا ظہور ہوا۔ غرضکہ دونوں جھوٹوں کے وقت میں یہ دونوں گرہن پائے گئے۔ جس سے اس طرف اشارہ ہوا کہ ان دونوں شخصوں سے ان ملکوں میں ایسی ہی تاریکی پھیل رہی ہے۔ جیسے گرہن سے تاریکی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ گرہن صادق کی علامت اور حدیث کا مصداق کسی طرح نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث کا مصداق تو وہی گرہن ہوسکتا ہے جو بے نظیر ہو اور اس گرہن کی ایک نظیر ایک ہی برس پہلے موجود ہے اور دوسری نظیر پینتالیس برس پہلے گذر چکی ہے غرضکہ دو نظیریں چھیالیس برس کے عرصہ میں بالیقین موجود ہیں جن کے معائنہ اور مشاہدہ کرنے والے اس وقت تک زندہ ہیں۔ اور اگر نظر کو وسیع کر کے دیکھا جائے تو علم نجوم کے قاعدے کے رو سے ۱۱۷ھ سے ۱۳۱۲ھ تک اٹھارہ مرتبہ رمضان شریف کے انہیں تاریخوں میں گرہنوں کا اجتماع ہوا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا کی جلد ۲۷ میں گرہن کی حالت بیان کر کے ۷۶۳ برس قبل مسیح سے ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ اس کے مطابق بیان کیا ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ تحریر سابق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ثابت شدہ یا مانے ہوئے گرہن کو (۲۲۳) برس قبل اور بعد اسی قسم کا گرہن ہوتا ہے۔ یعنی وہ مانا ہوا اور معینہ گرہن جس وقت اور جس مہینہ میں جس طور کا ہوگا۔ (۲۲۳) برس کے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا ہوگا۔

اب ذیل کی مثال میں غور کرو کہ ۱۲۶۷ھ سے ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس برس ہوتے ہیں۔ ان میں تین مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳۔ ۲۸ کو ہوا۔ اوران کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ اب ان تینوں گرہنوں میں اس قاعدے کو جاری کر کے دیکھا جائے کہ کس کس وقت میں گرہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳۔ ۲۸ کو ہوا ہے اور ان وقتوں میں کون کون مدعی تھا۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے ان مدعیوں کا نام بتاتا ہوں جو میرے علم میں ہیں اور واقع میں کتنے ہوئے ہیں اس کو زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہیں۔

پہلا نقشہ

گرہنوں کے اجتماع کا رمضان کے ۱۳۔۲۸ کو جو ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ھ کے گرہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے۔

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۱	۱۱۷	۷۳۶	طریف	دوسری صدی کی ابتداء میں یہ بادشاہ ہوا ہے۔ اور صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ۱۲۶ھ میں یہ مرا اور اس کا بیٹا صالح بادشاہ ہوا اس کے دعوے کے وقت میں ۱۱۷ھ میں گرہنوں کا اجتماع ہوا پہلی شہادت آسمانی میں اس کے وقت میں دو مرتبہ گرہنوں کا اجتماع لکھا گیا ہے وہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی کتاب سے نقل کیا گیا تھا اور یہاں اس قاعدہ سے لکھا گیا جو انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے ڈاکٹر صاحب نے جو الذکر الحکیم نمبر ۶ میں گرہنوں کا نقشہ دیا ہے وہ اجتماع رمضان میں تو ہے مگر غالباً التزام نہیں ہے کہ ۱۳۔۲۸ کو ہو۔ اور میں جو نقشے لکھ رہا ہوں ان میں وہی گرہن ہیں جو رمضان کے ۱۳۔۲۸ کو ہوئے ہیں۔
۲	۳۴۶	۹۵۹	ابو منصور عیسیٰ	۳۴۱ھ میں اپنے باپ ابو الانصار کے تخت سلطنت کا مالک ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور نہایت زور کی سلطنت ہوئی اور مغرب کے تمام قبیلوں کے سردار اسے سجدہ کرتے تھے۔ ۳۶۸ھ میں یہ مارا گیا اور ۳۴۶ھ میں جو اس کے دعویٰ نبوت کا وقت ہے گرہنوں کا اجتماع ہوا۔ تاریخ ابن خلدون ملاحظہ ہو۔ شاید کوئی قادیانی کہہ دے کہ ہم نے سارا ابن خلدون چھان مارا مگر ابو منصور کا حال نہ ملا اس لئے میں نے رسالہ عبرت خیز میں ابن خلدون کی عبارت مع ترجمہ کے لکھ دی ہے۔ اور اس کی جلد اور صفحہ کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ (احتساب قادیانیت جلد پنجم ص ۱۳۳۔۱۳۴)
۳	۵۷۶	۱۱۸۲		
۴	۸۰۶	۱۴۰۵		
۵	۱۰۳۶	۱۶۲۸		
۶	۱۲۶۷	۱۸۲۸		

دوسرا نقشہ

گرہنوں کے اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳۔۲۸ کو جو ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ کے گرہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے۔

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت
۷	۱۶۱	۷۷۹	صالح	صالح نے ۱۲۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے وقت میں دو مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان میں ہوا پہلے مرتبہ اس سن میں پھر ۱۶۲ھ میں اس کے دعوے کی حالت رسالہ عبرت خیز میں دیکھنا چاہئے جو صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۸۔۹ میں چھپا ہے۔(دیکھیے احتساب قادیانیت جلد پنجم) اس میں تاریخ کا حوالہ مع صفحہ بتایا ہے۔
۸	۳۹۱	۱۰۰۲		
۹	۶۲۱	۱۲۲۵		
۱۰	۸۵۰	۱۴۴۸		
۱۱	۱۰۸۰	۱۶۷۱		
۱۲	۱۳۱۱	۱۸۹۴	مرزا غلام احمد قادیانی	اس گرہن کا ظہور ہندوستان میں نہیں ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی تھا۔

تیسرا نقشہ

گرہنوں کے اجتماع کا رمضان شریف کے ۱۳۔۲۸ کو جو ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ کے گرہن کے حساب کرنے سے ہوتا ہے۔

نمبر شمار	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	نام مدعیان مہدویت یا نبوت	کیفیت

۱۳	۱۶۲	۷۸۰	صالح	صالح کا دعویٰ نبوت پورے ۴۶ برس رہا اس کے دعوے کے وقت میں دو مرتبہ گرہنوں کا اجتماع رمضان کی ۱۳۔۲۸ کو ہوا۔ جس طرح مرزا قادیانی کے وقت میں ہوا۔
۱۴	۳۹۳	۱۰۰۳		
۱۵	۶۲۲	۱۲۲۶		
۱۶	۸۵۲	۱۴۴۹		
۱۷	۱۰۸۱	۱۶۷۲	مرزا غلام احمد	
۱۸	۱۳۱۲	۱۸۹۵	قادیانی	

اس بیان سے نہایت روشن ہوگیا۔ کہ ۱۳۱۲ھ کا گرہن امام مہدی کا نشان کسی طرح نہیں ہوسکتا کیونکہ حدیث میں نہایت صفائی سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسا گرہن ہوگا کہ اس سے قبل جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں کسی وقت اس طرح کے گرہن نہ ہوئے ہوں گے۔ اوراب معائنہ اور صرف نجوم کے ایک قاعدے سے معلوم ہوا کہ بارہ سو برس کے عرصہ میں اٹھارہ مرتبہ اسی قسم کے گرہن ہوئے۔ اور بعض مرتبہ ان گرہنوں کے وقت میں مدعی نبوت بھی تھے۔ اس لئے اس گرہن کو دارقطنی کی حدیث کا مصداق بتانا کسی راستباز صاحب عقل کا کام نہیں ہوسکتا۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ان نقشوں کو دکھانا اور مدعیان نبوت کی نظیروں کو پیش کرنا ہمیں ضرور نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے کذب ثابت کرنے کے لئے اس قدر کافی ہے کہ جس حدیث سے انہوں نے ایسا عظیم الشان دعویٰ ثابت کرنا چاہا ہے۔ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح مان لیا جائے تو اس کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں۔ اس کی تشریح کامل طور سے بیان کی جائے گی۔ ان نقشوں کا پیش کرنا خیر خواہانہ نظر سے ہے تاکہ وہ کسی طرح سمجھیں۔

ان گرہنوں کے بے نظیر ہونے کے ثبوت میں میں نے اس روایت کا ایک جملہ اس

سے پیشتر نقل کیا ہے۔ آئندہ بیان سے ظاہر ہو جائے گا کہ اس حدیث میں پانچ جملے ہیں اور پانچوں جملے ثابت کرتے ہیں کہ وہ گرہن بے نظیر ہوگا اور اس بے نظیر ہونے کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے کہ کسی مدعی کے پیدا ہونے اور اس کی کثرت اشتہارات سے وہ بے نظیر اور خرق عادت ہو جائے گا (جیسا کہ مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی وغیرہ میں لکھ رہے ہیں) اور اگر اس وقت کوئی مدعی نہ ہو گا تو وہ معمولی گرہن ہے۔ ایسا دعویٰ کوئی فہمیدہ ذی علم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ خاص وہ دونوں گرہن بےنظیر ہوں گے۔ (حدیث کا وہ جملہ مع اس کی تشریح کے پہلے بیان ہو چکی ہے) اس کے علاوہ ایک معمولی چیز کسی کے دعوے اور اشتہاروں سے بے نظیر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس حدیث میں کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہے جس سے اس مہدی کے دعویٰ کرنے اور اشتہارات تقسیم کرنے کا اشارہ بھی پایا جاتا ہو۔ پھر یہ ایجاد بندہ کر کے حدیث میں داخل کرنا رسول اللہ ﷺ پر افتراء نہیں تو کیا ہے؟

<u>ایک لاجواب سوال</u> یہ تو فرمائیے کہ جب اس طرح کے گرہنوں کا اجتماع ایک مقررہ قاعدہ ہے اور ہنود نے اور نصاریٰ نے اور مسلمانوں نے آئندہ گرہنوں کی فہرستیں لکھی ہیں اور چھپی ہوئی مشتہر ہیں تو اگر کوئی اس علم کا ماہر صرف اس قاعدے کو معلوم کر کے یا ایسی فہرست اور جنتریاں دیکھ کر جن سے آئندہ کے کسوف وخسوف معلوم ہوتے ہیں اپنے وقت میں اس قسم کے گرہنوں کا ہونا معلوم کر لے اور دار قطنی والی حدیث بھی اس کے پیش نظر ہو۔ اور مرزا قادیانی کی طرح اسے عبارت کے بے تکے معنی بھی بنانا آتے ہوں اور شرارت سے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دے تو وہ مہدی ہو جائے گا؟ اور اس پر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ مرزا قادیانی نے اس قسم کی جنتری یا ایسی فہرست دیکھ کر یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ الہام سے کیا؟

مرزا قادیانی جو (حقیقۃ الوحی ص۱۹۵ خزائن ج۲۲ ص۲۰۲) میں اس دعویٰ کی صداقت میں یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ ”بارہ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نشان کی خبر دی تھی۔“ مگر یہ محض غلط ہے بارہ برس پہلے خاص اس پیشین گوئی کا ذکر مرزا قادیانی نے نہیں کیا۔ اور عام دعویٰ کر کے کسی خاص واقعہ کو اس کے ظہور کا مصداق بتانا کسی راست گو کا کام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر حدائق النجوم وغیرہ دیکھ کر بارہ برس پہلے اس گرہن کا ہونا معلوم کیا ہو اور دار قطنی کی حدیث پر نظر پڑی ہو اس لئے انہوں نے بے سمجھے اپنا نشان بنانے کی کوشش کی اور غل مچا دیا ہو تو عجب نہیں ہے ان

باتوں کے علاوہ ہم نے بطور احسان اور کمال خیر خواہی مذکورہ نقشوں میں بعض مدعیان نبوت کا نام بھی بتادیا جن کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا اجتماع مذکورہ تاریخوں میں ہوا۔ اور مسٹر ڈوئی مدعی نبوت ان کے علاوہ ہے اب مرزا قادیانی کے کاذب ماننے میں حضرات مرزائیوں کا کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ طالبین حق کے لئے عالم واقعات میں صرف ایک نظیر صالح کی مرزا قادیانی کے ثبوت کذب کے لئے کافی ہے۔ اس نظیر نے مرزا قادیانی کو ہر طرح کاذب ثابت کر دیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کہتے تھے کہ مجھ سے پہلے کسی مدعی نبوت کے وقت میں اس قسم کا گرہن نہیں ہوا مگر صالح نے مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کو غلط کر دیا کیونکہ اس کے وقت میں بھی اس قسم کا گرہن ہوا۔ اسی طرح ان کا یہ دعویٰ تھا کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۰ برس کامیاب نہیں رہتا بلکہ ذلت سے مارا جاتا ہے صالح باوجود کاذب ہونے کے ۴۷ برس خود بادشاہ رہا اور اس کی اولاد میں کئی سو برس تک سلطنت رہی (رسالہ عبرت خیز احتساب قادیانیت جلد پنجم میں) ملاحظہ ہو۔

(انجام آتھم صفحہ ۴۹۔۵۰۔۶۳ خزائن ج ۱۱ص ایضاً ملاحظہ کیا جائے)

اس بیان کے بعد ہم پختہ دعوے سے کہتے ہیں کہ ہمارے اس مختصر بیان سے جماعت مرزائیہ کو ماننا پڑے گا۔ کہ ۱۳۱۲ھ میں جو چاند گرہن اور سورج گرہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوا ہے۔ یہ مرزا قادیانی یا کسی دوسرے مدعی مہدویت کی صداقت کا نشان نہیں ہوسکتا اگر وہ حدیث صحیح ہے تو اس کے وہ معنی نہیں ہیں جو مرزا قادیانی نے سمجھے ہیں۔ حدیث میں جن گرہنوں کے اجتماع کو مہدی کا نشان بتایا ہے وہ ایسا ہونا چاہئے جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہو اور جو اجتماع حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک سینکڑوں مرتبہ ہولیا ہو وہ کسی کے صدق یا کذب کا نشان نہیں ہوسکتا۔ مگر جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہو وہ آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا جب تک پردہ آنکھوں سے نہ ہٹائے۔

الحاصل! اس پر غور کیا جائے کہ اس مختصر تحریر سے مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کیسی خاک میں مل گئی کتنے تحریروں اور رسالوں کا کافی جواب ہوگیا۔ جن کی آنکھیں ہوں وہ دیکھیں یہ بے بنیاد عمارت تھی جسے آپ افتادہ دیکھ رہے ہیں یہی نشان تھا جس پر مرزا قادیانی نے اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ص ۱۸۳) میں لکھا ہے۔

قصیدہ اعجازیہ کانمونہ اوراس کے اعجاز کی حالت

له خسف القمر المنیروان لی　غسا القمران المشرقان اتنکر

آنحضرت[۱] ﷺ کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا نشان ہوا۔ اب تو کیا انکار کرے گا اے انکار کرنے والے" یعنی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو صرف چاند گرہن ہوا تھا اور میرے لئے چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں ہوئے جو سچے مہدی کی نشانی ہے یعنی اس نشان میں مرزا قادیانی جناب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ گئے اور ایک طور کی فضیلت ثابت ہوئی (نعوذ باللہ منہ)

الحمد للہ فضیلت تو کیا ثابت ہوتی اصل صداقت ہی کا ثبوت نہ ہوا بلکہ آفتاب کی طرح روشن ہوگیا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط تھا۔ معمولی طور سے گرہنوں کے اجتماع کو نہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کی صداقت کا نشان بتایا ہے اور نہ ایسے واقعات کسی کی سچائی کی شہادت ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً ایسے شخص کے لے جس کے کذب پر متعدد شہادتیں اندرونی اور بیرونی ہو چکی ہوں جن کی زبان نے جن کے اعلانیہ اقرار نے اپنے آپکو کاذب ثابت کر دیا ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

یہاں جو شعر نقل کیا گیا ہے وہ اس قصیدہ کا شعر ہے جسے مرزا قادیانی اپنا معجزہ سمجھتے ہیں اور اس کا نام اعجاز احمدی رکھا ہے اور اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ اسے تمام فصحاء کے کلام پر اور قرآن مجید پر بھی غالب کہتے ہیں۔ چنانچہ اعجاز احمدی ص ۷۱ (خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) میں لکھتے ہیں۔

وکان کلام معجزاتہ له　کذلک لی قول علی الکل یبھر

اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ اس کے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے) معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔"

دیکھا جائے کس صفائی سے مرزا قادیانی اپنے کلام کو تمام کلاموں پر غالب بتا رہے

۱...... (مرزا قادیانی نے اپنے شعر کے ترجمہ میں بے ادبی کے الفاظ لکھے تھے اس لئے ان کے ترجمہ میں اصلاح کر دی گئی باقی مطلب وہی ہے۔

ہیں۔کوئی قید نہیں لگاتے اور رسول اللہ ﷺ کے کلام معجز یعنی قرآن مجید کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جو کلام مجھے دیا گیا ہے وہ سب پر غالب ہے۔اب ان کے کلام کا عموم اور طرز بیان نہایت صاف بتا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے کہ میرا کلام قرآن مجید پر بھی غالب ہے یعنی اس سے عمدہ ہے اب ان کے مریدین بھی اسے معجزہ مانتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ کوئی اس کے مثل نہیں لکھ سکتا۔اور جو لکھنے کا ارادہ کرے گا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔اب یہاں دو باتیں قابل لحاظ ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔

پہلی بات مذکورہ دو شعروں میں مرزا قادیانی اپنی فضیلت دو طور سے بیان کرتے ہیں۔پہلے شعر میں یہ دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ صرف چاند گرہن تھا اور میرا معجزہ چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہے۔دوسرے شعر میں اپنے کلام کو قرآن مجید پر غالب بتاتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ ہو رہا ہے کہ عرب سے عجم تک کوئی جواب نہیں لکھ سکتا اس صریح دعوے کے بعد اس کے اعجاز میں قیدیں لگائی ہیں انہیں دیکھیے۔

دوسری بات جس قصیدۃ کو اعجاز قرار دیا ہے اس کے اعجاز کو بیس دن کے اندر محدود کیا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھے ہیں کہ بیس دن کے اندر اس کا جواب لکھ کر اور چھپوا کر میرے پاس بھیج دو اگر اس مدت کے بعد آیا تو ہم ردی کی طرح اسے پھینک دیں گے اس اعجاز میں اول تو بیس دن کی قید لگائی دوسرے اس کے ساتھ ایک دھمکی دی کہ جو کوئی اس کے جواب لکھنے کا ارادہ کرے گا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔

اب ناظرین ان عظیم الشان دعوؤں کے بعد ان پیچدار باتوں میں غور کریں دعویٰ تو یہ تھا کہ میرا کلام سب پر غالب ہے اور عرب اور عجم میں اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا اس کے بعد یہ کہنا کہ بیس روز کے اندر جواب چھپوا کر بھیج دو کیسی عام فریب بات ہے۔اس میں اول تو یہ دیکھا جائے کہ بیس روز میں تو صرف ہندوستان میں اس دعوے کی اطلاع بھی نہیں ہو سکتی۔اور عرب و عجم تو بہت دور ہے۔اگر کسی کو خبر پہنچنے کا دعویٰ ہی تو بتایئے کہ۔۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء کے بیس روز پہلے تمام علمائے ہند کے پاس کس ذریعہ سے اطلاع دی گئی۔آیا تار دیئے گئے یا خط بھیجے گئے ایسے انداز سے کہ بیس روز قبل انہیں اطلاع ہو گئی اور اطلاع کے بعد وہ لکھ نہ سکے مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا۔کوئی اس کو ثابت نہیں کر سکتا۔بہت سے علماء کی شہادتیں پیش ہو سکتی ہیں کہ انہیں برسوں کے بعد اطلاع

ہوئی کسی ذریعہ سے اور بعض کو اب تک بھی نہ ہوئی ہوگی۔ پھر یہ کہہ دینا کہ کوئی جواب نہیں دے سکا کیسا جھوٹا دعویٰ ہے۔ اب اگر اطلاع کے بعد جواب لکھنا اور پانچ جز کا چھپوا کر بیس روز کے اندر قادیان بھیج دینا کیسے ممکن ہے اگر کسی کو اطلاع ہوئی تو جواب لکھنے کا قصد بھی نہیں کر سکتا کیونکہ جانتا ہے کہ اس مدت کے اندر ہم چھپوا کر بھیج نہیں سکتے کیونکہ کوئی مطبع قابو میں نہیں ہے کہ ہمارے کہنے کے مطابق جلد چھاپ دے۔ جواب کے لئے دشواریاں سوچ کر اس کے لاجوابی کا دعویٰ کر دیا۔ اور سمجھ لیا کہ اگر کوئی جواب لکھے گا بھی تو بالضرور اس مدت کے بعد آئے گا اور ہم اسے ردی کی طرح پھینک دیں گے یہ کیسی صریح چالاکی کر کے بیوقوفوں پر اپنا اعجاز ثابت کرنا چاہتے ہیں اور جب یہ کہا گیا کہ اعجاز کے اندر یہ مدت کیسی جب کلام معجز ہے تو ہر وقت اور ہر حال میں اس کا معجز ہونا چاہئے جس طرح قرآن مجید کلام معجز ہے۔ یہ تخصیص اور تعیین وقت تو اعجاز میں نہیں ہوسکتی۔ تو بڑے خلیفہ قادیان اپنی کتاب میں یہ جواب دیتے ہیں کہ غلام احمد کو برابری کا دعویٰ نہیں ہے وہ اپنے آپ کو غلام احمد کہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ اس لئے اپنے کلام کی نسبت وہ دعوے نہیں کرتے جو قرآن مجید کی نسبت کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن مجید میں یہ دعویٰ ہے کہ کسی وقت کوئی اس کے مثل نہیں لا سکے گا۔ مرزا قادیانی برابری کے خیال سے ایک مدت کی قید لگا کر دعویٰ کرتے ہیں تا کہ برابری نہ ہو۔ مگر خلیفہ قادیان کی یہ کیسی بددیانتی یا کمال درجہ کی نافہمی ہے کیونکہ یہی غلام احمد اپنے رسالوں میں اپنے الہاموں میں بہت جگہ برابری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کتنے مقام پر اپنی فضیلت کے مدعی ہیں مذکورہ دونوں شعر میں اپنی فضیلت نہایت صفائی سے دکھا رہے ہیں پہلے شعر میں اپنے آپ کو دوبالا کرنا چاہتے ہیں ایک خاص معجزہ میں یعنی رسول اللہ ﷺ کے لئے صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے دو گرہن ہوئے۔ دوسرے شعر میں خاص قرآن مجید کے اعجاز کا ذکر کر کے اپنے کلام کو لکھتے ہیں۔ وعلی الکل یبھر یعنی سب پر غالب ہے۔ اس میں قرآن مجید بھی آ گیا۔ یہاں دعویٰ غلامی کہاں چلا گیا؟ یہاں تو فضیلت دکھائی جاتی ہے اس کے علاوہ غلامی کا اظہار اسی پر موقوف تھا کہ ایسی تنگ مدت مقرر کی جائے کہ اس میں لکھ کر اور چھپوا کر کوئی ذی علم بھیج نہ سکے۔ غلامی کا اظہار تو اس طرح بھی ہو جاتا اور بڑی شان سے ہوتا کہ بیس دن کی جگہ بیس برس لکھ دیتے اور کہتے کہ اس دراز مدت کے اندر اس کا جواب لکھ کر یا لکھوا کر بھیجو۔ مگر ایسا نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ عوام کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ اس کے سوا میں کچھ اور بھی دریافت کرتا ہوں۔ اس قصیدہ کو جو معجزہ مانا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی طرح اس کے

مثل وئی نہیں لاسکتا اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا یہ مطلب ہے کہ یہ کلام ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا نہیں لکھ سکتا یا اس کے مضامین ایسے عمدہ اور مفید خلائق ہیں کہ کوئی دوسرا ایسے مضامین نہیں لکھ سکتا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ اگر اعجاز کی یہ وجہ ہے تو کیا بیس روز کے بعد اس کلام کی فصاحت و بلاغت اور مضامین کی خوبی کہیں چلی جائے گی؟ قادیانی مولوی اس کا جواب دیں اور اس بے عقلی کی بات پر شرمندہ ہوں۔ البتہ اگر اس کو اعجاز کہیں کہ بیس روز کے بعد اس قصیدہ کی یہ خوبیاں سب سلب ہو جائیں گی اور یہ قصیدہ معرا رہ جائے گا۔ جس طرح کوئی انسان عمدہ لباس پہنے ہو اور پھر کسی وجہ سے اس کا وہ لباس اتار لیا جائے اور وہ برہنہ رہ جائے اسی طرح مرزا قادیانی کا قصیدہ اپنی خوبیوں سے معرا رہ گیا اگر یہی مدعا ہے تو میں بھی اسے تسلیم کر لوں گا کیونکہ قادیانیوں کی عقل سے ایسے بیہودہ بات کہنا عجب نہیں ہے۔ جب ان کے خیال میں پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہو جانا اور قرآن وحدیث سے ان کا کاذب ہونا ظاہر ہو جائے اور باینہمہ ان کے مریدوں کا انہیں نہ چھوڑنا ان کا بڑا معجزہ ہے تو اسے بھی معجزہ مانیں تو عجب نہیں ہے۔ حاصل یہ کہ اس قصیدہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کو اعجاز کہا جائے۔ اس میں نہ عمدہ مضامین ہیں اور نہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا ذی علم نہیں لکھ سکتا۔ بلکہ ہر ایک ذی علم انہیں دیکھ کر بے تامل کہہ سکتا ہے کہ ان رسالوں میں نہ عمدہ مضمون ہے اور نہ فصیح و بلیغ عبارت ہے۔ اس قصیدہ میں مرزا قادیانی نے بجز اپنی تعلّی اور دوسرے علماء اور بعض اولیاء اور بعض انبیاء کی مذمت کے اور کوئی مفید بات نہیں لکھی پھر وہ قرآن مجید کے مثل تو کیا ہوگا شاہ ولی اللہؒ اور مولوی فضل حق کے قصیدہ کی گرد کے مثل بھی نہیں ہے۔ جسے علم اور کچھ سمجھ ہو وہ دونوں کو ملا کر دیکھے اور ان کے دعویٰ علی الکل یبھر کو بھی پیش نظر رکھے۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی اپنے قصیدہ کی ایسی حالت کو جانتے تھے۔ اس لئے اس کا اعجاز دوسری طرح سے دکھانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جو اس کے جواب لکھنے کا ارادہ کرے گا وہ سال کے اندر مر جائے گا۔ اس دھمکی میں دو فائدے مرزا قادیانی نے سوچے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اگر کوئی اس کے مضامین اور الفاظ کی لفظی غلطی بتائے تو یہ کہہ دیں گے کہ باوجود ان اغلاط کے یہ معجزہ ہے کیونکہ اس میں یہ اعجاز ہے کہ اس کے جواب لکھنے کا جو ارادہ کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔ دوسرا فائدہ اس دھمکی میں یہ ہے کہ ضعیف الایمان تو جواب لکھنے کی طرف ہمت ہی نہ کرے گا۔ اور قوی الایمان کو یہ خطرہ مانع ہوگا اگر ہماری عمر اسی سال تک کی مقدر ہے جس میں ہم لکھنے کا ارادہ کریں تو اس سال مرنا ضرور ہے اب اگر جواب لکھ کر یا بیٹھنے کی حالت میں مر گئے تو

مرزائی کہہ دیں گے کہ دیکھو مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کیسی صحیح ہوئی۔ اس لئے قوی الایمان بھی توجہ نہ کرے گا مگر الحمدللہ یہاں ایسے قوی الایمان موجود ہیں کہ ایسے بیہودہ خیالات بھی ان کے پاس نہیں آئے اور اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد کر کے اس کا جواب لکھ دیا اور سمجھ لیا کہ جس طرح نہایت عظیم الشان پیشین گوئی یعنی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے جھوٹی کر کے دنیا کو مرزا قادیانی کا کاذب ہونا دکھا دیا اسی طرح اس پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا بھی اللہ تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ اور حق و باطل میں امتیاز کر کے دکھا دے گا خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ کئی سال ہوئے کہ اس قصیدہ کے جواب میں نہایت عمدہ قصیدہ لکھا گیا ہے۔ اور اس کے لکھنے والے بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک مع الخیر ہیں اور دوسرے رسالہ میں اس قصیدہ کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ اب میں پہلے اس شعر کا مہمل ہونا بطور نمونہ اس طرح بیان کرتا ہوں۔ کہ کم علم حضرات بھی سمجھ سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ وہ عام و خاص اس بات کو جانتے ہیں کہ کوئی چاند گرہن رسول اللہ ﷺ کا معجزہ نہیں ہے اور نہ اس طرح کا گرہن معجزہ ہو سکتا ہے اور نہ قرآن و حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اب کوئی مرزائی بتائے کہ وہ کونسا چاند گرہن ہے جو رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جس کا ذکر کر کے مرزا قادیانی اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں جب کوئی چاند گرہن رسول اللہ ﷺ کے لئے معجزہ نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو مذکورہ شعر کا پہلا مصرعہ محض غلط اور مہمل ہوا اور دوسرے مصرعہ کی بنا پہلے مصرعہ پر ہے اس لئے وہ بھی غلط ہو اور بنائے فاسد علی الفاسد ٹھہرے۔ اہل حق پر خدائے تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ مرزا قادیانی کی زبان سے ایسی مہمل بات نکلی جس کا غلط ہونا عام حضرات بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی چاند گرہن رسول اللہ ﷺ کا معجزہ نہیں ہے اور اگر کوئی مرزائی یہ کہیں کہ یہاں چاند گرہن سے مراد معجزہ شق القمر ہے تو مرزا قادیانی بھی اسے جھوٹا بتاتے ہیں کیونکہ پہلے مصرعہ کا ترجمہ وہ اس طرح کرتے ہیں۔'' اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔'' یہاں مرزا قادیانی نے خسف القمر کے معنی یہ نہیں کئے کہ چاند پھٹ گیا بلکہ یہ کہا کہ چاند کے خسوف کا نشان۔ خسوف کے معنی گرہن کے ہیں اب جو اس کے معنی چاند کا پھٹنا لے گا اسے مرزا قادیانی جھوٹا کہیں گے۔ اب اگر اس ترجمہ سے چشم پوشی کی جائے اور مان لیا جائے کہ معجزہ شق القمر یہاں مراد ہے تو اس شعر میں لفظی اور معنوی دونوں طرح کی غلطیاں ہوں گی کیونکہ چاند کے پھٹ جانے کو خسوف قمر نہیں کہتے بلکہ شق القمر کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ یعنی قیامت قریب آئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہاں خسف القمر نہیں فرمایا بلکہ اَنْشَقَّ الْقَمَرُ ارشاد ہوا اور مرزا قادیانی

قرآن کے خلاف خسف القمر کہتے ہیں۔

یہ تو عربی محاورہ کی غلطی ہوئی۔ اور معنوی غلطی یہ ہے کہ اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں اپنا معجزہ اور اپنی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا اب کوئی ذی علم مرزائی بتائے کہ یہاں گرہن سے کیا مقصود ہے؟ آیا گرہن ہی مراد ہے یا چاند اور سورج کا پھٹنا مقصود ہے۔ اگر پھٹنا مراد ہے تو کیا مرزا قادیانی کے وقت میں ایسا ہوا ہے کہ چاند اور سورج دونوں پھٹ گئے ہوں۔ مگر سب جانتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا اور یہاں تو مرزا قادیانی نے جھوٹا دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے لئے یہ نشان ہوا اور اگر چاند اور سورج کا گرہن مراد ہے جیسا کہ وہ ۱۳۱۲ھ کے گرہن کو اپنا نشان کہتے ہیں تو پھر اس کو معجزہ شق القمر سے کیا مناسبت ہوئی جو اس پر اپنی فضیلت دکھا رہے ہیں۔ شق القمر تو وہ عظیم الشان معجزہ ہے جس کے نشان اور معجزہ ہونے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔ اور جس کا ثبوت قرآن مجید سے ہے اور معمولی گرہن کے معجزہ ہونے کو نہ کسی انسان کی عقل باور کرسکتی ہے اور نہ حدیث وقرآن سے اس کا ثبوت ہے اور اس کے ثبوت میں جو حدیث مرزا قادیانی نے پیش کی ہے اول تو وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو معنے اس کے بیان کئے گئے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ پھر کیا چیز دکھا کر اپنے مخالف کے انکار پر تنبیہ کر رہے ہیں اور اگر ایسے اجتماع خسوف وکسوف کو معجزہ فرض کرلیا جائے مرزا قادیانی کی خاطر سے تو شق القمر ایسا بڑا معجزہ ہے کہ دو ہزار ایسے خسوف وکسوف اس کے برابر نہیں ہوسکتے۔ دو گرہن کیا چیز ہیں غرض کہ ایسے ہی مہمل اشعار لکھ کر اس کا نام قصیدہ اعجازیہ رکھا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو نقل کرکے اس کی حالت اور اس کے معنی اور مختصر شرح کردی جائے جس سے مرزا قادیانی کی غلط فہمی یا فریب دہی اظہر من الشمس ہوجائے اور نمونہ کے طور پر ان کی غلطیاں بھی دکھادی جائیں۔

دارقطنی کی روایت

عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا ایتین لم تکونا منذخلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذخلق اللّٰہ السموات والارض.

(دارقطنی ج ۲ص ۶۵)

''عمرو بن شمر جابر سے اور جابر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کے لئے دونشان ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ زمین وآسمان کی پیدائش جب سے ہوئی کبھی ان کا ظہورنہیں ہوا۔(وہ دونشان یہ ہیں)چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات میں (یا قمر کی پہلی رات میں جومہینہ کی چوتھی شب ہے۔) کیونکہ مہینہ کی راتوں میں یہ پہلی رات ہے جس کے چاند کومحاورہ عرب میں صرف قمر کہا جاتا ہے اس لئے قمر کی پہلی رات چاند کی چوتھی شب ہوئی اورسورج گرہن رمضان کے نصف میں ہوگا۔(یعنی چودہ یا پندرہ تاریخ کو)اوروہ چاند گرہن اورسورج گرہن ایسے ہیں کہ جب سے آسمان وزمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کبھی ایسے گرہنوں کاظہورنہیں ہوا''

حدیث کا مطلب صرف اسی قدر ہے جو میں نے بیان کیا اس کے سوا مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹'۱۲ خزائن ج ۱ص ۲۹۳ ۔ ۲۹۶) میں اورحقیقتہ الوحی ۱۹۵ خزائن ج ۲۲ص ۲۰۲) میں اس روایت کے معنی اور بیان مطلب میں جو کچھ لکھا ہے وہ الفاظ حدیث کا مطلب ہرگزنہیں ہے۔ مرزا قادیانی کی خیالی گھڑت ہے جس کو حدیث سے کچھ تعلق نہیں ہے۔اس کوخوب سمجھ لینا چاہئے کہ مرزا قادیانی کے دعوے کی بنیاد دوامر پر ہے۔اول......اس حدیث سے یہ نکالنا کہ چاند گرہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا۔ اورسورج گرہن ۲۸ کو۔ دوم......اس گرہن کے نشان ہونے کے لئے دعویٰ کی شرط بتانا اور یہ کہنا کہ یہ گرہن اگرکسی مدعی رسالت و نبوت کے وقت میں ہواور وہ مدعی نہایت زور سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اسے پیش کرے اس وقت یہ نشان ہے۔ یہ دونوں امر محض غلط ہیں کوئی قادیانی قیامت تک انہیں ثابت نہیں کر سکتا مذکورہ روایت میں نہ گرہنوں کی یہ تاریخ ہے اور نہ کوئی لفظ ایسا ہے جس سے اشارۃً یا کنایتہً بھی ثابت ہوتا ہو کہ وہ مہدی دعویٰ بھی کرے گا اور ایک معمولی گرہن کو اپنا نشان بتائے

گا۔ سچے مہدی کی شناخت دعویٰ پر موقوف نہیں ہے کیونکہ دعویٰ کرنے والے تو بہت سے جھوٹے مہدی گذر گئے اس لئے دعویٰ کرنا شناخت کا باعث نہیں ہوسکتا البتہ اس کا صلاح و تقویٰ اس کی فتح مندی اور فیروز مندی اس کی صحبت کا عمدہ اثر اور اس کی ذات سے مسلمانوں کو خلاف امید بہت کچھ فائدے پہنچنا یہ امور اسے متعین کر دیں گے اور حدیثوں میں جو علامتیں مہدی کی بیان ہوئی ہیں ان کے پائے جانے سے ان کی کامل شناخت ہو جائے گی جس طرح اس تیرہ صدی میں بہت مجدد ہوئے اور انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا مگر علمائے حقانی نے انہیں مجدد کہا اور مہدی کے نشان تو بہت بڑے بڑے ہوں گے۔ ان کی حالت دیکھ کر علماء اور جو واقف کار ہیں۔ بے اختیار انہیں مہدی کہیں گے۔ روایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

عبارت مکتوبات	مطلب
جماعتہ ازنادانی گمانکنند شخصے راکہ دعویٰ مہدویت نمودہ بوداز اہل ہند مہدی موعود بود است پس بزعم ایں مہدی گذشتہ ست وفوت شدہ و نشان مید ہند کہ قبرش در فرہ است دراحادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنے رسیدہ اند تکذیب ایں طائفہ است چہ آن سرور علیہ وعلی آلہ والصلوٰۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ است دراحادیث کہ درحق آن شخص کہ معتقد ایشان است آن علامات مفقود اند دراحادیث نبوی آمدہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ مہدی موعود بیرون آید و برسروے پارۂ ابرکہ بوددراں ابر فرشتہ باشد کہ نداکند کہ ایں شخص مہدی ست اورا متابعت کنید۔ (مکتوبات ۶۷ امام ربانی ج ۲ ص ۱۹۰)	ہندوستان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور نادانوں کی ایک جماعت نے اسے مہدی موعود مان لیا تھا ان کے خیال کے بموجب امام مہدی گذر گئے اور ان کی قبر مقام فرہ میں ہے مگر صحیح اور متواتر حدیثیں اس گروہ کو جھوٹا بتاتی ہیں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ اس میں نہیں پائی جاتیں۔ جسے یہ گروہ مہدی موعود مان رہا ہے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ مہدی موعود جب ظاہر ہوں گے تو ان کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا۔ اور اس میں ایک فرشتہ بآواز بلند کہتا ہوگا کہ یہ شخص مہدی ہے اس کی پیروی کرو۔

حضرت مجدد الف ثانی ؒ وہ بزرگ ہیں جنہیں قادیانی جماعت کے لوگ بھی اسی طرح مجدد عالی مرتبہ مانتے ہیں جس طرح اور مسلمانوں کی بڑی جماعت مانتی ہے۔ جب انہوں نے مہدی کی علامات میں یہ بھی لکھا کہ ان کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا۔ اور اس پر سے فرشتہ اعلانیہ پکار کر کہے گا یہ مہدی ہیں انہیں مانو۔ پھر مہدی کو دعویٰ کرنے اور اشتہارات چھپوانے اور تقسیم کرنے کی کیا ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ جب وہ دنیا کے روحانی اور جسمانی بادشاہ ہوکر مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں گے تو بے اختیار مسلمان انہیں مہدی کہیں گے۔ اب مذکورہ حدیث دارقطنی کے راویوں کی اور اس کے الفاظ کی تشریح کی جاتی ہے۔ غور سے ملاحظہ فرمایا جائے۔

تشریح: اس حدیث کے سلسلہ رواۃ میں سے میں نے تین شخصوں کا نام لکھا ہے عمرو بن شمر اور جابر اور محمد بن علی ان میں پہلا راوی محدثین کے نزدیک بڑا جھوٹا ہے جھوٹی حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ اس کی روایت اس قابل نہیں ہے کہ نقل کی جائے۔ میزان الاعتدال (ج ۵ ص ۳۲۴) میں اس کی نسبت لکھا ہے۔ ا۔ لیس ۔بشی ۔۲۔ زائغ ۔۳۔ کذاب [۱] ۴۔ رافضی ۔ ۵۔ یشتم الصحابتہ۔ ویروی الموضوعات عن الثقات۔ ۷۔ منکر الحدیث۔ ۸۔ لا یکتب حدیثہ۔ ۹۔ متروک الحدیث۔ دیکھا جائے کہ علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے جو فن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں نو جملے لکھتے ہیں جن سے مختلف طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ راوی ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ اس کی روایت قابل اعتبار ہو۔ **کشف الاحوال فی نقد الرجال** میں بھی اس کی مذمت ہے۔ غرض کہ انتہا درجہ کی مذمت اس کی محدثین نے کی ہے۔ دوسرا راوی جابر ہے۔ اس نام کے بہت راوی ہیں۔ مثلاً ایک جابر جعفی ہے جس کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر جھوٹے ملے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۵۳ ملاحظہ ہو) اور دارقطنی کے (حاشیہ **التعلیق المغنی** ج ۲ ص ۶۵) میں ان دونوں راویوں کی نسبت لکھا ہے کہ یہ دونوں ضعیف ہیں انکی بات اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

---

[۱]......... (کذاب الخ یعنی بڑا جھوٹا ہے۔ رافضی ہے ثقہ لوگوں سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا۔ اس کی حدیث اس قابل نہیں ہے کہ لکھی جائے۔ جس راوی کی یہ حالت ہو اس کی روایت سے مرزا قادیانی اپنا دعویٰ ثابت کر رہے ہیں۔ افسوس اس بے عقلی پر)

اب دیکھا جائے کہ پہلا راوی تو یقیناً جھوٹا کذاب ہے دوسرا راوی بالکل محتمل ہے تیسرا راوی محمد بن علی ہیں۔ مگر محمد بن علی بھی بہت ہیں اس لئے اس کی تخصیص کہ یہ کون سے محمد بن علی ہیں کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ ہر جگہ یہ کہہ دینا کہ اس کے راوی امام باقرؒ ہیں بلا دلیل اور زبردستی ہے۔ عجب نہیں کہ اس کذاب نے اپنا جھوٹ پوشیدہ رکھنے کے لئے ناموں کو صراحت سے بیان نہ کیا ہو اور ایسا نام لے دیا جس سے محب اہل بیت حضرت امام باقرؒ کو راوی سمجھیں کیونکہ یروی الموضوعات عن الثقات اس کی صفت تھی۔ یعنی ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا۔ جب اس کا یہ حال محدثین بیان کرتے ہیں تو اس کے قول پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے؟ اور اگر فرض کرلیا جائے کہ امام باقرؒ ہی اسے روایت کرتے ہیں مگر وہ اس قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کا مقولہ ہے بطور کشف انہیں ایسا معلوم ہوا ہو اور انہوں نے بیان کیا اولیاء اللہ کو کشف ہوتا ہے مگر ان کا کشف لائق حجت نہیں ہوتا۔ اب کوئی قادیانی اس کی وجہ پیش کرسکتا ہے۔ کہ روایت مذکور امام ممدوح کا کشف نہیں ہے بلکہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہے؟ میں بالیقین کہتا ہوں کہ کوئی وجہ لائق توجہ اس کی نہیں ہوسکتی۔ حاصل یہ کہ جس طرح راوی کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق حجت نہیں ہے اسی طرح اس احتمال کی وجہ سے قابل حجت نہیں ہے۔ دارقطنی نے ایک احتمال کے لحاظ سے اسے روایت کیا ہے مگر طرز بیان یہ بتا رہا ہے کہ وہ اس حدیث کے مضمون کو دوسری صحیح حدیث کے مخالف کہتے ہیں۔ اور جب اسکا مضمون حدیث صحیح کے خلاف ہوا تو بالضرور یہ حدیث صحیح نہ ہوئی۔ وہ طرز بیان یہ ہے کہ اس روایت کے بعد ہی ایک صحیح حدیث (دارقطنی ج۲ ص ۶۵ پر) نقل کرتے ہیں جو مرفوع و متصل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما میں متعدد صحابہ سے مختلف طور سے منقول ہے اس حدیث کا مضمون پہلی روایت کو غلط بتا رہا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الشم والقمر ایتان من ایات اللّٰہ لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ ولکنھما ایتان من ایات اللّٰہ فاذا رایتموھا فصلوا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ گرہن کا ہونا کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں ہوتا یعنی

گرہن اس لئے نہیں ہوتا کہ کوئی بڑا شخص مر گیا یا کوئی بڑا شخص پیدا ہوا (مثلاً کوئی مجددِ وقت یا مہدی زماں) بلکہ ان کا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کی دلیل ہے جب اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور سے متوجہ ہو جاؤ۔ اس حدیث میں غور کرنے سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ سورج اور چاند کا وجود اور ان دونوں کا گرہن خدا تعالیٰ کے وجود کی علامت اور اس کا نشان ہے دوسرے یہ کہ دونوں گرہن اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کسی دوسرے کے ہونے یا نہ ہونے کے نشان نہیں ہیں۔ جملہ لا ینخسفان الخ اس کو بخوبی ثابت کرتا ہے۔اس لئے یہ صحیح حدیث نہایت روشن طریقے سے ظاہر کرتی ہے۔ کہ پہلی روایت جس میں خاص طور کے گرہن کو مہدی کے وجود کا نشان ٹھہرایا ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں مخصوص گرہنوں کو مہدی کا نشان بتایا ہے حالانکہ عام طور پر گرہن صرف اللہ تعالیٰ کے وجود کا نشان ہے کسی مہدی یا رسول اللہ کا نشان نہیں ہے۔

اب نہایت ظاہر ہے کہ جو روایت اپنی سند اور راویوں کے اعتبار سے نہایت مخدوش ہو اور پھر اس کا مضمون بھی صحیح حدیث کے مخالف ہو تو وہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دار قطنی نے اس صحیح حدیث کو مذکورہ حدیث کے بعد ذکر کر کے اس کی عدم صحت کو ایک خوبی سے ظاہر کر دیا۔ یہ کہنا کہ حدیث کی صحت کو معائنہ نے ثابت کر دیا۔[1] سخت مغالطہ ہے ہمارے

---

[1] ...... (مرزا قادیانی نے ضمیمہ آنجام آتھم ۴۹ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳ میں اس روایت کی صحت پر بڑا زور لگایا ہے۔ مگر بجز زبردستی اور مغالطہ دہی کے اور کچھ نہیں کیا۔ لکھتے ہیں۔ کہ ''حدیث نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔'' بھائیو! گفتگو اس میں ہے کہ یہ پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ نے کی ہے یا نہیں کی؟ اب یہ کہنا کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کیسی نادانی یا مغالطہ دہی ہے۔ پہلے یہ ثابت کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی اس کے بعد اس کے پورا ہونے کو دیکھا جائے گا۔ اس کے ثبوت کا تو ذکر ہی نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ دنیا میں ہر قسم کے واقعات ہوا کرتے ہیں اور ان میں بعض وقت اتفاقیہ خصوصیتیں بھی ہو جایا کرتی ہیں پھر اس سے کوئی کاذب یہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ پیغمبر کی پیشین گوئی تھی اسکے لئے ضرور ہے کہ پہلے یہ ثابت ہولے کہ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اس کے بعد اس کے پورا ہونے کو دیکھا جائے گا۔ بھائیو! یہاں اس کا ثبوت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہے۔ پھر اس کا پورا ہونا چہ معنی دارد۔

بھائی ذرا تامل سے خیال کریں کہ معائنہ اگر ہوا تو گرہنوں کا ہوا اس سے حدیث کی صحت کیونکر ہوگئی؟ گفتگو اس میں ہے کہ اس طرح کا گرہن مہدی کی علامت ہے یا نہیں؟ یعنی جناب رسول اللہؐ نے یہ فرمایا ہے کہ اس قسم کا گرہن مہدی کی علامت ہے یا نہیں فرمایا۔ صرف کذاب راوی نے روایت کو بنالیا ہے اب فرمایئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کس نے دیکھا ہے؟ جو بڑے زور سے کہا جاتا ہے کہ حدیث کی صحت کو چشم دید نے ثابت کر دیا۔ نہایت روشن ہے کہ گرہنوں کو دیکھنے سے حدیث کی صحت کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ ایسے بدیہی مغالطے مرزا قادیانی دیتے ہیں مگر ان کی عقل پر کمال افسوس ہے کہ باوجود علم کے ایسی صریح غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور آنکھ بند کئے مرزا قادیانی کے پیرو ہیں۔ بت پرستوں کی طرح مرزا پرستی ہو رہی ہے۔

مرزا قادیانی کی مغالطہ دہی

بھائیو! میں قطعی اور یقینی طور سے کہتا ہوں کہ کوئی قادیانی یہاں سے قادیان تک اس روایت کی صحت ثابت نہیں کرسکتا اور اس کی صحت کے بیان میں مرزا قادیانی نے جو مغالطے دیئے ہیں ان کے صریح مغالطہ ہونے میں کسی فہمیدہ کو تامل نہیں ہوسکتا۔ اب ذرا ہوش کر کے اس کو معلوم کر لینا چاہئے کہ بیان سابق سے کامل طور سے ثابت ہوا کہ نشان مہدی کی مذکورہ

(گذشتہ سے پیوستہ) بھائیو! ذرا دیکھو تو یہ کیسا صریح مغالطہ ہے کیا سچے مجدد اور انبیاء ایسے ہی مغالطے دیا کرتے ہیں۔ مرزائیوں میں شاید یہ بھی منہاج نبوت یا معیار نبوت ہوگی جماعت مرزائیہ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳) دیکھ کر فرمایئے کہ اب احمق اور جنگلی وحشی کون ہے مولوی عبدالحق صاحب یا وہ جو جھوٹی روایت کو بلا دلیل زبردستی سچا کہے۔ یہ بھی کہیے کہ گندہ جھوٹ کس کا ثابت ہوا۔ مولوی عبدالحق کا یا اس کا جو بغیر کسی ثبوت کے ایک واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بلا سند کہہ رہا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ پیشین گوئی کے جو معنی مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں۔ اس کا ظہور تو جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد سے اب تک بہت مرتبہ ہو لیا ہے اور بعض وقت مدعی مہدویت بھی پائے گئے ہیں۔ نمونہ ہم نے دکھا دیا اب قادیانی جماعت اس میں غور کرے اور اس فن کی کتابوں کو دیکھے صرف مرزا قادیانی کے کہنے پر ایمان نہ رکھے ورنہ شرمندگی ہوگی۔

روایت پانچ وجہ سے لائق حجت اور قابل اعتبار نہیں ہے

پہلی وجہ...... اس کا ایک راوی عمرو بن شمر بڑا جھوٹا ہے اپنی طرف سے روایتیں بنا کر بزرگوں کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

دوسری وجہ...... اس کا دوسرا راوی جابر ہے وہ بھی لائق اعتبار نہیں ہے۔

تیسری وجہ...... اس روایت کا خاص بیان کرنے والا محمد بن علی مجہول ہے یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ کون محمد بن علی ہے کیونکہ اس نام کے کئی ہیں اور مجہول کی روایت اعتبار کے لائق نہیں ہوتی۔

چوتھی وجہ...... اگر مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق مان لیا جائے کہ محمد بن علی سے مراد امام باقرؒ ہیں تو الفاظ صاف طور سے یہ کہہ رہے ہیں کہ روایت کا بیان حدیث رسول اللہ ﷺ نہیں ہے بلکہ خود امام صاحب کا کشفی مقولہ ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کو ہوا کرتا ہے اور بعض وقت اہل اللہ اپنے کشف سے پیشین گوئی کر دیتے ہیں مگر اولیاء اللہ کے کشفی امور حجت اور دلیل نہیں ہوتے۔ اور صریح الفاظ کے خلاف امام صاحب کے مقولہ کو رسول اللہ ﷺ کا قول لکھنا کسی حق پسند کے لائق توجہ نہیں ہوسکتا۔

الغرض اول تو یہ روایت راویوں کے لحاظ سے اعتبار کے لائق نہیں ہے اور اگر اس سے قطع نظر کی جائے تو الفاظ روایت کہہ رہے ہیں کہ یہ مقولہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے جو قابل حجت ہو۔

پانچویں وجہ .... یہ ہے کہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ حدیث صحیح تو یہ بتا رہی ہے کہ گرہن صرف قدرت خدا کا نمونہ ہے کسی کی پیدائش اور مرنے کا نشان نہیں ہے اور یہ روایت مرزا قادیانی کے قول کے بموجب یہ کہتی ہے کہ یہی معمولی گرہن رمضان کی خاص تاریخوں میں مہدی کے ہونے کا نشان ہے۔ اس لئے یہ روایت صحیح حدیث کے خلاف ہوئی۔ اور جو روایت یا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے روایت کی سند کی حالت اور مرزا قادیانی کی دیانت کو ظاہر کرکے ہم اس روایت کے ہر ایک لفظ کی تشریح کرتے ہیں تاکہ ان کی قابلیت پر پوری روشنی پڑے اور طالبین حق پر ان کی غلطیاں اور زبردستیاں روشن ہو جائیں۔ روایت کا ہر ایک جملہ علیحدہ علیحدہ کرکے اس کے معنے بیان کئے

جائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) حدیث میں اول جملہ یہ ہے **لمھدینا ایتین** ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں اس میں اول تو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ مہدی سے کون مراد ہے چونکہ یہ حدیث ہے اس لئے حدیثوں ہی میں اس کی تفسیر دیکھنا چاہئے۔

الحمدللہ حدیثوں میں اس کی کامل تفسیر اور تسلی بخش شرح موجود ہے اور علمائے سابقین نے خاص اس بیان میں رسالے لکھے ہیں۔ شیخ علی متقی کا ایک...... مبسوط رسالہ جس کا نام (۱) **البرھان فی علامات مھدی آخر الزمان ھے**۔ اس وقت میرے سامنے رکھا ہے اس میں کافی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مہدی آل رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے وجود کی علامتیں بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہیں اس طرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی نے (۲) فتاویٰ حدیثیہ میں مہدی آخر الزماں کی علامات بیان کئے ہیں۔ یہ فتاویٰ مصر کا چھپا ہوا موجود ہے اس کے صفحہ ۲۷ سے ۳۲ تک دیکھا جائے شیخ ممدوح نے امام مہدی کے بیان میں خاص رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام (۳) **القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر** ہے۔ (۴) امام قرطبی نے اپنے رسالہ تذکرہ میں امام ممدوح کے حالات اور علامات بیان کئے ہیں۔ (۵) اور امام عبدالوہاب شعرانی نے اس کا مختصر کیا ہے وہ ۱۳۱۶ھ کا مصر میں چھپا ہوا موجود ہے۔ (۶) امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں امام ممدوح کی علامتیں بیان کی ہیں اگر حق طلبی اور کچھ خوف خدا ہے تو ان رسالوں کو دیکھئے ان سے بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ کہ حدیث میں جن کو مہدی کہا گیا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ جس قدر علامتیں امام مہدی کی ان رسالوں میں حدیثوں سے بیان کی ہیں ان میں سے کوئی علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً وہ دنیا کے اور خصوصاً عرب کے مالک وبادشاہ ہوں گے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور بنی فاطمہؓ سے ہوں گے صحیح ابوداؤد اور ترمذی میں ہے۔ کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتذھب الدنیا حتیٰ یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی۔

(ترمذی ج ۲ ص ۴۷ واللفظ لہ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا فنا نہ ہوگی۔اس وقت تک کہ ایک شخص میرے اہل بیت سے عرب کا بادشاہ نہ ہو (پھر اس کی ایک علامت یہ فرماتے ہیں)اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام محمد ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔یعنی اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔اس حدیث میں امام مہدی کی چار علامتیں نہایت صاف طور سے مذکور ہیں۔پہلی...... یہ کہ وہ عرب کے بادشاہ ہوں گے۔دوسری...... یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے لوگوں میں سے ہوں گے۔یعنی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں ہوں گے۔تیسری...... یہ کہ ان کا نام محمد ہوگا۔چوتھی...... یہ کہ ان کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔

بھائیو! اب بتاؤ کہ تمہاری عقل وفہم اور تمہارا علم اس میں تامل کرسکتا ہے کہ ان علامتوں میں سے ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی عرب کے بادشاہ تو کیا ہوتے انہیں تو وہاں کا جانا بھی نصیب نہ ہوا۔اور حج بیت اللہ سے بھی محروم رہے۔اور باوجودیکہ حج ان پر فرض تھا مگر انہوں نے اس فرض کو ادا نہیں کیا۔اپنے آپ کو خادم رسول اللہ ﷺ اور عاشق رسول اللہ ﷺ کہتے تھے۔مگر مدینہ رسول اکرم ﷺ کی زیارت کو نہ گئے اور ہزاروں روپیہ مانگ کر منارہ وغیرہ میں فضول صرف کردیا۔اب اس کہنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے کہ نافرمان خادم تھے یا خادم رسول اللہ اور عاشق رسول اللہ ﷺ کہنا صرف مسلمانوں کے متوجہ کرنے کے لئے تھا۔درحقیقت کچھ نہ تھا۔اگر جان کے خوف کا عذر کیجئے تو عاشق یہ عذر کبھی پیش نہیں کرسکتا۔اس کے علاوہ یہ عذر محض غلط ہے۔کیونکہ وہاں بالکل آزادی ہے ایک شخص ضلع مظفر پور کا رہنے والا مدعی امامت ہوا تھا اور مرزا قادیانی کے آخر وقت میں یا ان کے مرنے کے کچھ بعد مکہ معظمہ گیا تھا۔وہاں جا کر اس نے دعویٰ کیا تھا اس کو کسی نے جان سے نہیں مارا صرف وہاں سے نکال دیا گیا۔مرزا قادیانی کے بیٹے مکہ معظمہ گئے اور باوجودیکہ شریف مکہ معظمہ انہیں کافر کہتے تھے۔اور مدعی مہدویت ونبوت کا بیٹا جانتے تھے مگر کچھ تعرض ان سے نہیں کیا۔(بلکہ یہ چھپ چھپا کر گئے اور آگئے

غرض کہ امام مہدی کی پہلی علامت ان میں کسی طرح نہیں پائی گئی اسی طرح اور

علامتیں بھی نہیں پائی گئیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان کا نام محمد یا احمد اور ان کے باپ کا نام عبداللہ نہیں تھا بلکہ ان کا نام غلام احمد اور ان کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ یہ کیسی روشن بات ہے کہ یہ دو علامتیں بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئیں۔

دوسری علامت یہ تھی کہ وہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور بنی فاطمہؓ سے ہونگے اس کا نہ پایا جانا بھی نہایت ظاہر ہے کیونکہ مرزا قادیانی تو دوم درجہ کے شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہیں ہیں اور اہل بیت رسول اور بنی فاطمہ ہونا تو بڑی بات ہے۔ پھر اس حدیث میں جس کے آنے کی خبر دی ہے وہ مرزا قادیانی کسی طرح نہیں ہو سکتے اور زبردستی کی باتیں بنا کر آل رسول ہونے کا دعویٰ کرنا کسی راستباز کا کام نہیں ہے۔ اس طرح کی باتیں بنا کر ہر مسلمان خصوصاً علماء آل رسول ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور حدیثوں میں ان کی نسبت صرف آل رسول کا لفظ نہیں ہے بلکہ اہل بیت رسول اور بنی فاطمہ انہیں کہا گیا ہے۔ حدیثوں میں مہدی موعود کی نسبت ''من اهل بيتي ا من عترتي من ولد فاطمه'' (ابوداؤد اول کتاب المہدی ج ۲ ص ۱۳۱) آیا ہے یہ تینوں لفظ کسی مرزا پر کسی طرح صادق نہیں آسکتے۔ اور آل رسول ہونے کے علاوہ اور علامتیں جو امام مہدی کی بیان ہوئی ہیں اور مرزا قادیانی میں وہ علامتیں نہیں پائی جاتیں وہاں کیا بتائی جائیں گی۔ ان رسالوں کو دیکھ کر کوئی سچا مسلمان مرزا قادیانی کو مہدی ہرگز نہیں مان سکتا۔ اس لئے اس حدیث کو پیش کرنا مرزا قادیانی کی صریح غلطی یا عوام کو فریب دہی ہے۔ اور اگر ان حدیثوں کو ضعیف یا موضوع کہہ کر ٹال دیا جائے تو امام مہدی کا آنا ہی ثابت نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث بھی اسی زمرہ میں ہوگی' پھر ان کے لئے آسمانی شہادت چہ معنی وارد۔ قادیانی جماعت کے اہل علم ذرا ہوش گوش سے کام لیں اگر امام مہدی کے آنے کی حدیث کو مانا جائے گا تو ان کی علامتیں جو حدیث میں آئی ہیں انہیں بھی ماننا ہوگا۔ کیونکہ دونوں قسم کی حدیثیں ایک طرح کی ہیں۔ اور اگر نہ مانا جائے گا یا ان کے الفاظ[1]

---

[1]۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنی وہ مہدی میرے اہلبیت سے ہوگا۔ اور بعض روایت میں ہے کہ میری خاص اولاد میں ہوگا اور بعض میں ہے کہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔ اہل علم اس کا یقین کریں گے کہ یہ تینوں الفاظ بجز سید آل رسول کے کسی شیخ صدیقی اور فاروقی پر بھی صادق نہیں آسکتے۔ اور مرزا کا تو بہت ہی کم مرتبے کا نسب ہے۔

کے صریح معنے میں تغیر کیا جائے گا تو ہم بھی مہدی کے آنے کی حدیثوں میں اسی طرح کی باتیں بنا دیں گے۔ غرض کہ جس طرح اس سے پہلے مرزا قادیانی کے دعویٰ کے غلط ہونے کی پانچ وجہیں حدیث کی عدم صحت میں بیان کی گئیں یہ چھٹی وجہ ان کے کذب کی ہے حدیث کو صحیح مان کر یعنی دارقطنی کی روایت اگر صحیح بھی مان لی جائے۔ تو بھی مرزا قادیانی اس کے مصداق نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ امام مہدی کے لئے ہے اور مہدی کی جو علامتیں حدیثوں میں آئی ہیں وہ علامتیں مرزا قادیانی میں ہرگز نہیں پائی گئیں۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کا اصل دعویٰ یہ ہے کہ میں مثیل مسیح بلکہ مسیح موعود ہوں اور اس حدیث میں مہدی کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت مسیح کی خبر نہیں ہے۔ اس لئے بھی اس روایت سے مرزا قادیانی کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا اور یہ کہنا کہ مسیح موعود ہی مہدی ہیں کوئی اور مہدی نہیں ہے احادیث متواترہ المعنی اور مشہورہ سے مردود ا ہے۔ غرضکہ حدیث کا پہلا لفظ مرزا قادیانی کے دعویٰ کو دو وجہ سے غلط ثابت کرتا ہے۔ یعنی اس حدیث میں جو پیشین گوئی ہے وہ مرزا قادیانی کی نسبت نہیں ہوسکتی۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چھ رسالوں کا حوالہ دیا ہے جن میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے ان رسالوں کو دیکھے۔ اس کے علاوہ اہل علم حق بین کے لئے کتب احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر محققانہ نظر سے وہ ملاحظہ کریں گے تو اس دعویٰ کی کامل تصدیق کرسکتے ہیں۔ میں اس طویل بحث سے قطع نظر کر کے صرف حدیث کے مطلب سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ حدیث میں جو پیشین گوئی ہے وہ مرزا قادیانی کیلئے ہرگز نہیں ہوسکتی اور اس پیشین گوئی کا ظہور اب تک نہیں ہوا۔

ذکر روایت لامہدی الاعیسیٰ بن مریم:

ا اور روایت لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم کو محدثین صحیح نہیں کہتے۔ بلکہ لکھتے ہیں ’’ھذا خبر منکر میزان‘‘ الاعتدال ذہبی اور مفتاح الزجاجہ اور مفتاح الحاجہ دیکھا جائے۔ مگر ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی وہ نہیں ہیں جو مرزا قادیانی سمجھے ہیں۔ بلکہ جس طرح عربی کا یہ جملہ مشہور ہے کہ ’’لافتی لا علی لا سیف الاذوالفقار‘‘ یعنی کوئی جوان نہیں ہے مگر حضرت علیؓ اور کوئی تلوار نہیں ہے۔ مگر حضرت علیؓ کی تلوار جس کا نام ذوالفقار ہے۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں ہے صرف حضرت علیؓ ہی جوان

(گذشتہ سے پیوستہ) ہیں۔ اس طرح یہ ارشاد ہے کوئی مہدی نہیں ہے۔ مگر عیسیٰ اس کے بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ ایسے عظیم الشان اور عالی مرتبہ ہادی ہیں کہ ان کے مرتبہ کو کوئی ہادی غیر نبی نہیں پہنچ سکتا جس طرح کوئی جوان صاحب قوت وولایت و ہادی امت حضرت علیؓ کی قوت کو نہیں پہنچ سکتا چنانچہ امام قرطبی اپنی کتاب تذکرہ میں امام مہدی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وھذا لا ینافی ما تقدم فی احادیث المھدی لان معانه تعظیم شان عیسیٰ بن مریم علیه الصلوٰۃ والسلام علی المھدی ای انه لا مھدی الا عیسیٰ لعصمة و کما له فلاینا فی وجود المھدی کقولھم مافتی الا علیؓ یعنی بیان سابق میں جو حدیثیں خاص امام مہدی کے باب میں آئی ہیں ان کے مخالف یہ روایت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت وشان بمقابلہ امام مہدی کے بیان کرنا مقصود ہے۔ جس طرح عرب کا یہ مقولہ ہے **لافتی الا علیؓ** یعنی کوئی جوان نہیں ہے مگر علیؓ اب ظاہر ہے کہ اس قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی اور جوان نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرت علیؓ ایسے عالی حوصلہ اور صاحب قوت جوان ہیں کہ ان کے مقابلہ میں گویا دوسرا جوان ہی نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ہدایت ایسی عظیم الشان ہے کہ دوسرا ہادی ان کے مقابلہ میں گویا نہیں ہے۔ اس قول کو عبدالوہاب شعرانی نے خلاصہ تذکرہ میں نقل کیا ہے۔ (ص ۱۱۸ ملاحظہ ہو) شرح مقاصد کی جلد ۲ ص ۳۰۸ میں بھی اس روایت کا مطلب لکھا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس روایت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں ہے مگر چونکہ مرزا قادیانی کے مدعا کے خلاف ہے اس لئے نہ انہیں توجہ ہوئی اور نہ ان کے متبعین کو کیونکہ ادھر توجہ کرنا مرزا پرستی کے خلاف ہے۔ افسوس صد افسوس اس پر خوب نظر رہے کہ حدیث کے اس ایک لفظ سے دو باتیں ایسی نکلیں جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ حدیث کی بشارت مرزا قادیانی کے لئے کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس روایت میں امام مہدی کی بشارت ہے اور جو علامتیں امام مہدی کی حدیثوں میں آئی ہیں وہ مرزا قادیانی میں کسی طرح نہیں پائی جاتیں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے ازالۃ الاوہام وغیرہ دیکھا جائے۔ امام مہدی اور ہیں اور مسیح موعود اور ہیں دونوں ایک نہیں ہیں اس لئے حدیث کے ایک لفظ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ دو وجہ سے غلط ثابت ہوا۔

۲۔دوسرا لفظ حدیث میں آیتین ہے یعنی کہا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو آیتیں ہیں اسلئے آیت کے معنی معلوم کرنا چاہئیں۔امام راغب اصفہانی مفردات القرآن ص ۳۲ طبع مصر میں لکھتے ہیں۔ **والایۃ ھی العلامۃ الظاھرۃ وحقیقۃ لکل شیء ظاھر ھو ملازم لشیٔ لا یظھر ظھورہ فمتی ادرک مدرک الظاھر منھما علم انہ ادرک الاخر الذی لم یدرکہ بذاتہ**" یعنی آیت کھلی نشانی [۱] کو کہتے ہیں اور وہ ظاہر اور کھلی چیز دوسری پوشیدہ چیز کو اس طرح لازم ہو کہ جو کوئی اس علامت اور نشان کو معلوم کر لے وہ فوراً اس پوشیدہ چیز کو سمجھ جائے اور معلوم کر لے کہ وہ شی موجود ہے۔"

جب آیت کے یہ معنی ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں امام مہدی کی ایسی دو نشانیاں بیان کی گئی ہیں کہ جس وقت ان کا ظہور ہو فوراً یقین کرنا چاہئے۔ کہ امام مہدی موجود ہیں۔ان نشانوں کے بعد نہ دعویٰ مہدویت کی ضرورت ہے نہ کسی دوسری شرط کی۔اب رہی یہ بات کہ اگر مہدویت کا مدعی اس وقت کوئی نہیں ہے۔تو کیونکر معلوم ہو کہ کون مہدی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جن کی شان یہ ہے کہ سینکڑوں برس پہلے سے سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آنے کی خبر دی۔جن کی ذات بابرکات کی بہت سی صریح علامتیں بیان کیں جن کے لئے اس حدیث کے بموجب خداوند عالم نے ایسے عظیم الشان دو نشان مقرر کئے جو کسی نبی کسی مجدد کے لئے نہیں کئے تھے پھر ایسی مقدس ذات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ان کے حالات' ان کے کلمات' ان کے اخلاق ان کے علامات (جو حدیثوں میں آئے ہیں۔) انہیں متعین کر دیں گے ان کی برگزیدہ ذات مقناطیس کی طرح لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچے گی جب ان کی

---

[۱]...... آیت کے معنی جس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔خلیفہ قادیان اسے نہایت معتبر جانتے ہیں۔یہ کتاب خاص قرآن مجید کے لغت میں چوتھی صدی میں لکھی گئی ہے۔مرزا قادیانی نے ضمیمہ (انجام آتھم کے ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۴) میں جو کچھ اسکے معنی بیان کرنے میں اظہار قابلیت کی ہے وہ محض ایجاد بندہ ہے۔لغت سے اسے تعلق نہیں۔البتہ اس قدر اس کا حاصل قرار دیا جائے کہ جو خارق عادت مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے...............ظاہر ہو وہ آیت ہے تو ہم تسلیم کرتے ہیں اور نہایت زور سے کہتے ہیں۔کہ ۱۳۱۲ھ میں جو چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا وہ کسی کے لئے آیت نہیں ہو سکتا۔کیونکہ وہ معمولی دورہ تھا۔کوئی خرق عادت نہیں تھی۔

ذات سے مسلمانوں کو اور اسلام کو وہ فائدہ پہنچے گا جس کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے تو بے اختیار مسلمان انھیں مہدی کہیں گے خدا تعالیٰ ان کے دل میں ڈالے گا کہ یہ مہدی ہیں بے ساختہ ان کی زبانیں کہنے لگیں گی کہ یہ مہدی ہیں ان کے حالات اور کمالات انھیں تمام مخلوق سے ممتاز کر دیں گے اور پھر ان کے وقت میں ان گرہنوں کا ہونا انہیں متعین کر دے گا۔ وہاں دعویٰ کی اور اشتہاروں کی اور رسالوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ ملاحظہ کیا جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر صدی میں مجدد آئے گا اور مرزا قادیانی بھی اسے مانتے ہیں۔ بموجب اس حدیث کے تیرہ صدی میں بارہ مجدد ہونا چاہئیں۔ اب جماعت مرزائیہ بتائے کہ وہ کون [1] بارہ مجدد ہوئے جنہوں نے دعویٰ کیا ہو کہ مجدد ہوں۔ بجز دو شخصوں کے اور کوئی مدعی نظر نہیں آتا۔ البتہ ان کے حالات معائنہ کر کے یا بطریق صحیح معلوم کر کے اہل علم نے انہیں مجدد کہا ہے اسی وجہ سے ہر ایک محقق نے اپنی تحقیق اور اپنے خیال کے بموجب نام بتائے ہیں۔ ازالۃ الخفا۔ اور مقاصد حسنہ۔ اور عون المعبود۔ وغیرہ ملاحظہ کیا جائے۔ عسل مصفیٰ میں بہت مجددوں کے نام لکھے ہیں مگر سب کا دعویٰ کرنا نہیں لکھا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ مجدد اور مہدی کے لئے دعویٰ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی مجدد و مہدی پر ایمان لانا فرض نہیں ہے۔ کہ بغیر ایمان لائے نجات نہ ہو۔

الحاصل! حدیث کے پہلے ہی جملہ سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ جس وقت یہ دونوں گرہن پائے جائیں اور اس وقت کوئی مدعی بھی ہو کہ میں مہدی ہوں اور اگر اس وقت کوئی مدعی نہیں ہے تو یہ گرہن کسی کی صداقت کے نشان نہیں ہیں۔ یہ دعویٰ

---

[1]......... اس کے جواب میں یہ کہنا کہ کوئی تمام انبیاء سابقین کا نام بتائے عوام کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ ہم کوئی ایسا دعویٰ نہیں کرتے جس کے لئے ہمیں نام بتانے کی ضرورت ہو۔ ہمیں بالاجمال سب پر ایمان لانا کافی ہے۔ تم مجدد کے لئے دعویٰ کی شرط لگاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس لئے تمہیں ضرور ہے کہ ہر صدی کے مجدد اور ان کا دعویٰ کرنا ثابت کرو۔ اور ان تیرہ صدی کے حلات مثل انبیاء سابقین کے پوشیدہ اور تاریکی میں نہیں ہیں کہ اس کا بیان کرنا دشوار ہو اس پر بھی نظر کرنا چاہئے کہ بزرگوں نے صرف حالات معلوم کر کے مجددوں کے نام لکھے ہیں کسی نے دعویٰ کرنے کا خیال نہیں کیا اگر عقلی طور سے دعویٰ کرنے کی ضرورت ہوتی تو علمائے کاملین ان کا نام ہرگز نہیں لکھتے جنہوں نے دعویٰ نہیں کیا

حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ اور کسی دوسری حدیث سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ جس وقت امام مہدی ظاہر ہونگے تو وہ اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کریں گے اور ان کے لئے یہ معمولی گرہن نشان اور علامت ہو جائیں گے۔ الغرض حدیث کا پہلا جملہ جس کے دونوں لفظ سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ معمولی طور سے رمضان شریف میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا مہدی کی نشانی نہیں ہے۔ خواہ اس وقت کوئی مدعی مہدویت ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس گرہن کو مہدی کی علامت کہا ہے۔ اس لئے جب اس قسم کا گرہن پایا جائے گا۔ تو اس وقت مہدی ضرور موجود ہونگے بغیر مہدی کے موجود ہوئے اس طرح کا گرہن کبھی نہیں ہوسکتا۔ اور مرزا قادیانی کے وقت میں تو معمولی گرہن تھا وہ مہدی کی علامت نہیں ہوسکتا۔

۲۔ دوسرا جملہ حدیث میں یہ ہے لم تکونا منذ خلق اللّٰہ السموات والارض یہ جملہ حدیث میں دو مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ آیتوں کے بیان کرنے سے پہلے اور دوسری مرتبہ ان کے بیان کرنے کے بعد پہلے مرتبہ میں جو لم تکونا ہے وہ آیتین کی صفت ہے اور اس میں جو ضمیر ہے آیتین کی طرف پھرتی ہے۔ اسلئے اس جملہ کے یہی معنی ہیں کہ وہ دونوں آیتیں یعنی وہ دو نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں۔ اس وقت سے ان آیتوں کا ظہور نہیں ہوا۔ اور ان دو نشانوں سے مراد کسوف و خسوف ہیں۔ جو خاص طور کے ہوں گے اور جن کو علامت و نشان کہا جائے گا۔ یہ پہلا جملہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی کی وہ علامتیں بے نظیر ہوں گی۔ کیونکہ جب یہ جملہ آیتین کی صفت کاشفہ ہے تو اس کا یہی مطلب ہوسکتا ہے[۱] کہ وہ معمولی باتیں نہیں ہیں بلکہ ایسی عجیب وغریب نشانیاں ہیں کہ

---

[۱] اس کا یہ مطلب کہنا محض غلط ہے کہ وہ نشانیاں بے نظیر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ نسبت بے نظیر ہے جو ان نشانیوں کو مہدی کی طرف ہے۔ الفاظ حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر یہ مقصود ہوتا کہ نسبت بینظیر ہے۔ تو لم تکونا تثنیہ نہ آتا۔ بلکہ لم تکن ہوتا۔ ہم نے نہایت صفائی سے بیان کر دیا۔ اگر اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو بقول مرزا قادیانی پاگل کہلائے گا۔ اب ہم جماعت مرزائیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی جو ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷ (خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱) میں اپنے مخالفین کو خالی گدھے بتا رہے ہیں اب تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ الفاظ حدیث کا وہی مطلب ہے جو ان کے مخالفین لکھ رہے ہیں۔ اب فرمایئے کہ خالی گدھے یا بھرا گدھا کون ہے؟ اور عالمانہ تدبیر سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب کون ہے؟ خدا کو عالم مافی الصدور جان کر جواب دے۔

جب سے آسمان و زمین کا وجود ہوا ہے ان کا ظہور کسی وقت کسی کے لئے نہیں ہوا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ وہ نشان بے نظیر ہیں۔ ان کا وجود کسی وقت نہیں پایا گیا۔ صرف اسی مہدی کے وقت پایا جائے گا۔ اب پورے جملے کو ملا کر دیکھو یعنی لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات و الارض. اب جسے کچھ بھی عربیت کا مذاق ہے وہ اس کا مطلب یہی کہے گا کہ وہ دو آیتین جو اپنی صفت میں بینظیر [1] ہیں وہ ہمارے مہدی کے لئے مخصوص ہیں ان کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا۔ خاص اسی مہدی کے وقت میں ہوگا۔

الغرض! اس جملہ نے مجمل اور مبہم طور سے ان نشانوں کا بے نظیر ہونا بیان کیا اس کے بعد ان بے نظیر علامتوں کا بیان ہے۔ پہلی علامت یہ ہے کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی رات میں ہوگا۔

۳۔ حدیث میں اس گرہن کا وقت اس طرح بیان ہوا ہے "ینکسف القمر لا

---

[1]............ یہ کیسی کھلی ہوئی بات ہے کہ طالب علم بھی اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی باوجود اس دعویٰ کے نہیں سمجھتے اور محض بے تکا اس کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ (ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۴۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۲) میں لکھتے ہیں "اس جگہ غرض یہ ہے کہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیئے گئے ہیں۔" خلیفۃ المسیح فرمائیں وہ کون خصوصیت ہے بجز اس خصوصیت کے جو ہم الفاظ حدیث سے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد بے تکا جملہ ملاحظہ کیجئے کہتے ہیں کہ "لم تکونا" کا لفظ آیتین کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کی گئی ہیں۔" اس کا مطلب خلیفہ صاحب بیان فرمائیں۔ اے جناب صرف لم تکونا تشریح نہیں کرتا بلکہ پورا جملہ یعنی لم تکونا منذ خلق اللہ السموات و الارض تشریح کرتا ہے اور جب اس پورے جملے نے آیتین کی تشریح کی تو بجز اس کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ آیتیں ایسی ہیں کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں کبھی ان کا ظہور نہیں ہوا۔ اس صفت کی آیتین اس مہدی سے خاص ہیں۔ اس لئے اس کے بعد مرزا قادیانی کا یہ کہنا خسوف و کسوف کی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں ہے" کیسا صریح غلط ہے جس جملہ کو خود مرزا قادیانی نے آیتین کی تشریح کہا ہے وہ نہایت وضاحت سے خسوف و کسوف کی نرالی حالت کو بیان کرتا ہے۔ اس جملہ کو آیتین کی تشریح کہنا اور پھر خسوف و کسوف کی نرالی حالت سے انکار کرنا کسی اہل علم کا کام نہیں ہے۔"

ول لیلة من رمضان "یعنی رمضان کی پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا مگر عرب کے اکثر بول چال میں مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ اور حدیث میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ اسلئے اول لیلتہ سے مراد اگر وہ پہلی رات لی جائے جس کے چاند کو صرف قمر کہا جاتا ہے۔ تو ایک طور سے اول لیلتہ کہنا بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ اور قمر کا اطلاق بھی مشہورہ محاورہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اس شب میں نہایت صفائی سے گرہن بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے الفاظ حدیث میں صرف ایک ضمیر مقدر ماننا پڑے گی۔ اور اصل عبارت یوں ہوگی۔ تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان یعنی چاند گرہن ہوگا قمر کی پہلی رات میں رمضان کے مہینہ میں مرزا قادیانی نے جو مطلب تراشا ہے اس میں بھی لفظ لیلتہ میں ضمیر کا زیادہ کرنا ضرور ہے۔ مگر اہل علم اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں بہت تکلیف ہے۔ اس معنی کے بیان کرنے سے ہماری غرض حضرات مرزائیوں کو خوش کرنا ہے کیونکہ اس پہلے معنی پر وہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں اس شب کے چاند کو قمر کہا گیا ہے۔ اور مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہتے ہیں۔ ہم نے ان کی خاطر سے اس اعتراض کو مان کر حدیث کے دوسرے معنی بیان کر دیئے اگرچہ ان کا اعتراض محض غلط ہے جماعت مرزائیہ ناخوش ہوگی۔ مگر ہم خیر خواہانہ کہتے ہیں۔ کہ صرف اسی کسوف وخسوف کی بحث کو دیکھ کر بیساختہ ہر ایک ذی علم منصف کا دل کہہ اٹھے گا کہ مرزا قادیانی صادقین میں نہیں ہیں اور لغت عرب اور محاورات سے انہیں پوری خبر نہیں ہے۔ مگر دعویٰ اس زور کا ہے جس کی انتہا نہیں ہے۔ اب ان کی بے خبری ملاحظہ کی جائے۔

قمر کا اطلاق مہینہ کی پہلی رات پر اور مرزا قادیانی کی بڑی غلطی

قمر کا لفظ جس طرح تیسری یا چوتھی یا ساتویں تاریخ کے چاند کو کہتے ہیں۔ اسی طرح مہینہ کی اول شب سے لے کر آخر تک کے چاند کو بھی قمر کہتے ہیں۔ اس کو اس طرح سمجھ لو کہ چاند کے نام مختلف اوقات اور صفات کے لحاظ سے مختلف رکھے گئے ہیں۔ مثلاً ہلال۔ بدر وغیرہ اس لئے ضرور ہے کہ اس کا کوئی اصل نام بھی ہو جس پر یہ مختلف حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ اور وہ سب میں مشترک ہو وہ لفظ قمر ہے۔ اس کی مختلف حالتوں کی وجہ سے اس کے نام مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی اصل نام کے سوا اکثر دوسرے نام لئے جاتے ہیں۔ اور جب وہ

حالت نہیں رہتی تو صرف اصلی نام لیا جاتا ہے۔ قاموس اور اس کی شرح تاج العروس (ج ۱۵ ص ۸۰۸ حلال) ملاحظہ ہو۔ الهلال غرة القمر وهی اول ليلة الخ۔ یعنی ہلال قمر کی پہلی رات کو کہتے ہیں۔ دیکھئے کیسا صاف روشن ہوگیا۔ کہ قمر ایسا لفظ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی کہتے ہیں اور اسے ہلال بھی کہتے ہیں۔ صاحب تاج العروس (ایضاً) لکھتے ہیں۔ يسمى القمر لليلتين من اول الشهر هلالاً الخ یعنی مہینہ کی پہلی دو راتوں میں قمر کا نام ہلال رکھا جاتا ہے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے اور دوسری رات کے چاند کو قمر تو کہتے ہیں مگر ہلال بھی اس کا نام ہے۔ (لسان العرب مثلہ بتفسیر یہ ج ۱۵ ص ۱۲۱ حلل) میں بھی یہی عبارت ہے لغت میں یہ کتاب ایسی مستند ہے کہ مرزا قادیانی بھی اسے نہایت مستند مانتے ہیں۔ یہ تین شاہد نہایت معتبر پیش کئے گئے۔ جن سے ثابت ہوگیا کہ پہلی رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ مگر اس کی حالت خاص کی وجہ سے اسے ہلال کہا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ اس رات کے چاند کو قمر کہنا غلط ہے۔ ان شاہدوں کے علاوہ عظیم الشان شاہد قرآن مجید کا محاورہ ہے۔ ملاحظہ کیا جائے (پہلی آیت) سورہ یٰسین ۳۹ میں ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔ یعنی قمر کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں اس کے بموجب ترقی کرتا ہے پھر اس کی حالت کو تنزل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سوکھی ٹہنی خمیدہ کے مثل ہو جاتا ہے۔ (دوسری آیت) هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابِ. (سورۃ یونس:۵) یہ آیت اللہ تعالیٰ کی تعریف میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے شمس کو چمکدار اور قمر کو نور بنایا اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی کر سکو اور حساب جان سکو اہل علم پر آفتاب کی طرح روشن ہے کہ ان دونوں آیتین میں پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا۔ اور یہ صرف دو ہی جگہ نہیں بہت جگہ پورے مہینے کے چاند کو قمر کہا ہے۔ جسے تحقیق کا زیادہ شوق ہو وہ قرآن مجید کو اچھی طرح دیکھے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو ادیب ہونے کا فخر قرآن دانی کا بہت بڑا دعویٰ۔ مگر ایک متعارف اور مشہور لفظ جو قرآن مجید میں متعدد جگہ مستعمل ہے اس کے معنی کی تحقیق نہیں ہے یا ایں ہمہ ان کے دعوؤں پر جماعت مرزائیہ اپنے ایمان کو قربان کر رہی ہے یہاں اس لغت کے متعلق ایک نکتہ بیان کیا جاتا ہے غور سے ملاحظہ ہو۔ وہ یہ ہے کہ چاند کا

ٹھیک ترجمہ عربی میں قمر ہے جس طرح چاند اردو زبان میں ہر رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ اسی طرح عربی میں ہر رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری رات کا۔ مگر چونکہ عربی زبان اردو زبان سے زیادہ وسیع ہے اس لئے عربی میں بعض خاص حالت کی نظر سے اسے ہلال کہا ہے بعض حالت میں بدر کہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان خاص حالتوں میں قمر کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ اس حالت خاص کے وقت چاند کے لئے دو لغت ہو گئے ایک وہی اصل لفظ قمر دوسرا ہلال یا بدر فصحائے ادیب حسب موقع اور ضرورت ہر ایک لفظ کو استعمال کر سکتے ہیں۔

اب اس کہنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو لغت کی ظاہری باتوں پر بھی نظر نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن سے بھی ماہر نہیں ہیں۔ مگر دوسرے علما کو کیسے سخت الفاظ سے کہہ رہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶ و ۴۷ خزائن ج ۱۱ص ۳۳۰، ۳۳۱ ملاحظہ ہو۔)

”اے نادانو۔ آنکھوں کے اندھو۔ مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو! کہ حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے اگر یہ مقصود ہوتا ہے پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا۔ بلکہ ہلال کا لفظ آتا“ جب ہماری تحقیق سے آپ معلوم کر لیں گے کہ ہلال کا لفظ اس جگہ نہیں آسکتا۔ اور قمر کا اطلاق اس پر لغت سے اور قرآن مجید کے محاورہ سے ثابت ہے تو اب جماعت مرزائیہ بر نظر سچائی کہے کہ نادان کون ہے۔ اور آنکھوں کا اندھا۔ اور مولویت بلکہ مہدویت کو بدنام کرنے والا کون ہے۔ اب اگر یہ دریافت کیا جائے کہ مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو قمر اور ہلال دونوں کہہ سکتے ہیں مگر ایسے مقام پر ہلال کا استعمال مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لفظ خاص اس حالت کے لئے موضوع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں چاند گرہن کبھی ایسے وقت نہیں ہوا کہ اس وقت کے چاند کو ہلال کہا جائے بلکہ گرہن ہمیشہ ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو ہوتا رہا ہے اور اس وقت کے چاند کو قمر ہی کہتے ہیں اس لئے عرب کے محاورہ میں تنکسف القمر ہی بولتے ہیں تنکسف الھلال وہ بولتے ہی نہیں کیونکہ اس کا وقوع کبھی نہیں ہوا۔ پھر اس صریح محاورہ عرب کے خلاف تنکسف الھلال کیونکر بولا جاتا؟ بلکہ محاورہ عرب کے موافق ضرور تھا کہ تنکسف القمر ہی بولا جاتا مگر چونکہ یہ کسوف بطور خرق عادت اور بالکل بینظیر تھا۔ اس لئے اس کی ندرت اس طرح بیان کی گئی کہ لاول

لیلته من رمضان یعنی یہ کسوف قمر (چاند گرہن) مخصوص ہوگا رمضان کی پہلی رات سے اور ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ اس پر خوب نظر رہے کہ الفاظ حدیث سے کس صفائی سے ثابت ہو گیا کہ چاند گرہن کا وقت حدیث میں رمضان کی پہلی رات ہے اور اگر تیسری یا چوتھی شب لی جائے تو بھی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہی اس کے معنی ہیں جن کے لحاظ سے چاند گرہن نشان اور معجزہ ہوسکتا ہے لیکن ان الفاظ کے یہ معنی کسی طرح نہیں ہو سکتے کہ چاند گرہن ۱۳ تاریخ کو ہوگا۔ یہ پہلے نشان کا بیان تھا جس سے معلوم ہوا کہ مہدی کی وہ علامت بینظیر اور خارق عادت ہوگی اور کسی وقت اور کسی حالت میں اس مہدی سے پہلے اس کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔

۲۔ دوسری علامت یہ ہے کہ سورج گرہن رمضان کے نصف میں ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں وتنکسف الشمس فی نصف منه یعنی سورج گرہن ہوگا اسی رمضان کے نصف میں اس جملہ میں لفظ نصف اور منه پر لحاظ کرنا چاہئے۔ منه میں ضمیر مذکر ہے اور اس کا مرجع رمضان ہے۔ جو اوپر مذکور ہولیا ہے۔ الفاظ حدیث میں کوئی اور لفظ ایسا نہیں ہے جو اس کے مرجع ہو سکے۔ اس لئے بالضرور نصف سے مراد ماہ رمضان کا نصف ہے۔ اب اسے آپ نصف رمضان کہیں یا منصف رمضان کہیں مگر ہر طرح پورے ماہ کا نصف مراد لیا جائے گا۔ جو ضرور ۱۴ یا ۱۵ تاریخ ہے۔ ان معنی کے سوا الفاظ حدیث کے دوسرے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے انہیں معنی کی وجہ سے اس گرہن کو نشان اور معجزہ کہا گیا ہے۔ اس معنی سے ظاہر ہو گیا کہ مہدی کی دوسری علامت بھی ایسی ہوگی جس کا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ وہ نشان بھی ویسا ہی بے نظیر ہوگا جیسا پہلا نشان بے نظیر تھا۔ مرزا قادیانی جو کسوف کے معنی معمولی ایام مراد لیتے ہیں اور ان کے وسط میں اٹھائیس کو گرہن ہونا لکھتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ کئی وجہ سے اس کو رد کرتے ہیں۔

۱۔ تین دنوں میں درمیان کے دن کو نصف نہیں کہتے وسط کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ سورج گرہن اس کے نصف میں ہوگا۔

۲۔ سورج گرہن کے وقت کا بیان حدیث کے لفظ فی النصف منه سے ہوتا ہے۔ اب اگر نصف سے مراد وسط لیا جائے اور کہا جائے کہ سورج گرہن اپنے معمولی ایام کے وسط

میں ہوگا۔ تو لفظ منه میں ضمیر ہے وہ کدھر جائے گی۔ یہ معنی تو چاہتے ہیں کہ منه کی ضمیر ایام کی طرف پھرے مگر یہ دو طور سے غلط ہے ایک یہ کہ لفظ ایام حدیث میں مذکور ہی نہیں پھر ضمیر اس کی طرف کیونکر پھر سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ منه میں ضمیر مذکر کی ہے۔ وہ ایام کی طرف نہیں پھر سکتی اگر ایام کی طرف پھرتی تو منها ہونا چاہئے تھا۔ منه کی ضمیر کا مرجع بجز رمضان کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ لفظ رمضان پہلے مذکور بھی ہے اور منه کی ضمیر اس طرف پھر سکتی ہے اور جب یہ ضمیر رمضان کی طرف پھری تو بالضرور یہی معنے کہنے ہوں گے۔ کہ نصف رمضان میں یا وسط رمضان میں سورج گرہن ہوگا۔ یہ ایسی ظاہر اور قطعی بات ہے کہ کوئی اہل علم اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

الغرض حدیث کے جس لفظ میں سورج گرہن کے وقت کا بیان ہے وہ یقینی طور سے بتا رہا ہے کہ سورج گرہن کا وقت نصف رمضان ہے یعنی پندرہ تاریخ یا چودہ۔

۳۔ ان دونشانوں کے بیان کرنے کے بعد پھر وہ جملہ لایا گیا جو پہلے آیتین کے بعد آیا تھا۔ صرف واو حالیہ زیادہ کر دیا گیا اور کہا گیا۔ ولم تكونا منذ خلق الله السموات والارض پہلے تو یہ جملہ آیتین کی صفت تھا۔ (جس کی شرح اوپر کی گئی ہے) اس سے مجمل طور سے معلوم ہوا تھا کہ مہدی کے وہ دونشان بے نظیر ہیں۔ پھر ان دونوں نشانوں کے وقت کو صاف طور سے بیان کر کے واو حالیہ کے ساتھ وہی جملہ لایا گیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان دونوں نشانوں کی حالت بیان کی جائے۔ یہاں لم تكونا میں ضمیر انہیں خسوف وکسوف کی طرف پھرتی ہے۔ جس کا خارق عادت ہونا اوپر بیان ہولیا ہے۔ اب پھر انہیں گرہنوں کی حالت صاف طور سے دوسرے پیرایہ میں بیان کی جاتی ہے کہ وہ دونوں گرہنوں (جن کا ذکر اوپر ہوا) ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں۔ اس وقت سے کبھی ایسے گرہن نہیں ہوئے ہوں گے۔ یہاں خوب خیال کیا جائے کہ جن گرہنوں کا ذکر اوپر ہولیا ہے۔ خاص انہیں کی نسبت حدیث کے اس جملہ میں بیان ہوا کہ وہ دونوں گرہن ایسے ہوں گے کہ ابتدائے آفرینش سے کبھی نہ ہوئے ہوں گے۔ یہ جملہ نہایت صفائی سے بتا رہا ہے کہ خاص وہ دونوں گرہن بے نظیر اور عجوبہ ہوں گے۔ اب ان کا بے نظیر اور عجوبہ ہونا جب ہی ثابت ہوگا کہ اس سے پہلے جو گرہنوں کا وقت بیان ہوا ہے اس کا وہی مطلب بیان

کیا جائے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ یعنی چاند گرہن پہلی رات کو اور سورج گرہن پندرہویں شب کو یہ کہنا کہ گرہنوں میں عجوبہ پن نہیں ہے۔ بلکہ نسبت میں عجوبہ پن ہے محض غلط ہے۔ کوئی عربی جاننے والا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا۔ حدیث میں لم تکونا کی ضمیر جو ان گرہنوں کی طرف پھرتی ہے۔ اس نے فیصلہ کر دیا کہ وہ دونوں گرہن بے نظیر ہوں گے۔

مرزا قادیانی کی بددیانتی:

اب مرزا قادیانی کی دیانت کو دیکھا جائے۔ چونکہ یہ جملہ بدلالۃ النص قطعی طور سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو غلط ثابت کرتا ہے۔ اس لئے اسے نقل نہیں کرتے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰) میں حدیث کا لفظ فی النصف منہ لکھ کر باریک قلم سے (الخ) لکھ دیا ہے۔ اور (حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۹۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲) میں یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ مگر حدیث کے اس آخری جملہ یعنی لم تکونا منذ خلق اللّٰہ السموٰت والارض کو نقل نہیں کیا اور نہ اشارہ کیا کہ حدیث میں کچھ اور باقی ہے یعنی جس طرح ضمیمہ انجام آتھم میں اشارہ کر دیا تھا وہ بھی یہاں نہیں کیا۔ جس سے اہل علم سمجھتے کہ حدیث پوری نہیں ہوئی کچھ باقی ہے اسے دیکھنا چاہئے۔ غرضکہ جو جملہ نہایت صفائی سے مرزا قادیانی کے دعوے کی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینکتا تھا اور کوئی بیہودہ تاویل بھی مرزا قادیانی کے خیال میں نہ آئی اس لئے اسے نقل نہیں کرتے جسے کچھ خوف خدا ہے وہ اس پر غور کرے اس بیان کے بعد میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ جملہ مکرر کیوں لایا گیا۔ تکرار کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے جواب پر اہل علم غور کریں۔ اس کی دو وجہیں میرے خیال میں ہیں۔

پہلی وجہ: یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ جملہ اس لئے لایا گیا تاکہ یہ تصریح بطور دلالۃ النص کے یہ ثابت کرے کہ یہ دونوں عجیب نشان اس مہدی کے سوا کسی کے لئے نہیں ہوں گے اور دوبارہ یہ جملہ اس لئے لایا گیا کہ نہایت صفائی سے یہ ظاہر کر دے کہ یہ دونوں گرہن ایسے ہوں گے کہ اس سے قبل کبھی اس طرح کے گرہنوں کا ظہور نہیں ہوا ہوگا۔ چونکہ لم تکونا کی ضمیر خسوف وکسوف کی طرف پھرتی ہے اس لئے اس مطلب کے سوا دوسرا مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔

دوسری وجہ: اس جملہ کے مکرر لانے کی یہ ہے کہ اس قسم کا گرہن نہایت عجوبہ اور انوکھی بات تھی جس کی طرف ذہن کا جانا اور اسے باور کرنا مشکل تھا۔ اس لئے اس کی تکرار کی گئی تا کہ سننے والوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ مقصود یہی ہے کہ وہ دونوں گرہن بے نظیر ہوں گے۔ اب اس پر نظر کی جائے کہ اس روایت میں تین طریقوں سے ان نشانوں کا بے نظیر ہونا بیان کیا گیا ہے پہلے آیتین کی صفت بیان کر کے یعنی یہ دونوں نشان ایسے ہوں گے کہ مہدی سے پہلے انکا ظہور کبھی نہ ہوا ہوگا دوسرے ان گرہنوں کے غیر معمولی وقت بیان کر کے تیسرے ان گرہنوں کی حالت بیان کر کے وہ حالت ایسی ہوگی کہ اس کا ظہور اس سے پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا اور اس میں دعویٰ وغیرہ کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ بلغا کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کو مکرر لاتے ہیں۔ ایسی صراحتوں کے بعد بھی کہنا کہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف وخسوف خرق عادت ہوگا ''ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱''

کسی فہمیدہ ذی علم کا کام نہیں ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ مرزا قادیانی ایسی فاش غلطی نادانستگی سے کر رہے ہیں بلکہ ان کا علم یقین دلاتا ہے کہ کم علموں کو قصداً مغالطہ دے رہے ہیں۔ ہم نہایت استحکام سے کہتے ہیں کہ اس صاف بیان کے بعد دنیا میں کسی اہل علم ذی عقل کو حدیث کے مطلب میں تامل نہیں رہ سکتا۔ ہر فہمیدہ یہی کہے گا۔ جو ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ حدیث کا مطلب یقیناً یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا لطف یہ ہے کہ حدیث مذکور کے پانچ جملے ہیں اور وہ پانچوں جملے نہایت صفائی سے بتا رہے ہیں کہ مہدی کے یہ دونوں نشان یعنی خاص طور کا سورج گرہن اور چاند گرہن بے نظیر ہوں گے اس وقت سے پہلے کبھی اس طرح کا گرہن نہیں ہوا ہوگا۔ اور ۱۳۱۲ھ میں جو خسوف وکسوف ہوئے وہ بموجب اس حدیث کے مہدی کے نشان ہرگز نہ تھے۔ کیونکہ وہ معمولی گرہن تھے۔ جو حسب معمول اپنے وقت پر ہوا کرتے ہیں۔ ہم نے گرہنوں کی فہرست نقل کر کے دکھا دیا کہ چھیالیس برس کے عرصہ میں اس قسم کے گرہن تین مرتبہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے جسے عقل اور علم کی دولت سے مالا مال کیا ہے وہ ہمارے بیان کو انصاف سے دیکھے اور حدیث کے الفاظ میں غور کرتا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے کہ ہمارے کلام کی تصدیق میں اسے ذرا بھی تامل نہ رہے گا مگر افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے حدیث کو نہیں سمجھا اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا

اس غرض سے نہیں تھا کہ ”وہ خسوف وکسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔اور یہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے؟“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶ خزائن ج۱۱ص ۳۳۰)

حق پرست حضرات ملاحظہ کریں۔ کہ جو مطلب حدیث کے ہر جملہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جسے ہم نے روز روشن کی طرح دکھا دیا اسے مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے پھر اس زبردستی اور ناراست گوئی کا کیا علاج ہے اور اگر اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ کلام رسول کے معنے ایسے نہیں ہو سکتے جو قانون قدرت کے خلاف ہوں تو اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ الفاظ حدیث کے معنی تو وہی ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ وہ معنی کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ جو مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ اب ان معنے کو قانون قدرت کے خلاف کہہ کر اسے غلط قرار دینا۔ اس حدیث کو غلط کہنا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہوگا کہ حدیث جس طرح اپنی سند اور راویوں کے لحاظ سے غیر معتبر ہے اسی طرح اپنے مضمون کے نظر سے بھی غیر معتبر ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس کا مضمون قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اگر جماعت مرزائیہ کا ایسا خیال ہے تو مرزا قادیانی کی شہادت آسمانی سے دست بردار ہو جائے اور یقینی طور سے سمجھ لے کہ جس روایت سے مرزا قادیانی اپنی آسمانی شہادت ثابت کرتے ہیں وہ کسی طرح لائق اعتبار نہیں کیونکہ اس کے روایت کرنے والے جھوٹے اور اس کا مضمون فطرت اور نیچر کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ سچے رسول کا کلام قانون قدرت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قانون ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کی سچائی اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتیں ظہور میں لاتا ہے۔ جو ہماری معمولی عقل اور متناہی علم کے مطابق وہ باتیں قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں مگر دراصل وہ خلاف نہیں ہوتیں یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ معمولی عقل اور متناہی علم والا اس غیر محدود ذات اور صفات کے کامل قانون کو نہیں جان سکتا۔ اس لئے اگر مہدی موعود کے لئے ایسی عجیب وغریب نشانی ہو جسے معمولی عقل والے قانون قدرت کے خلاف سمجھیں تو اس سے اس کی صداقت میں خلل نہیں آسکتا۔ اس مضمون کی تصدیق نہایت خوبی سے مرزا قادیانی کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ”اگر ہم خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں

پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہوسکیں تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے ازلی اور ابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ اس کی قدرتوں کے محدود ہونے سے وہ خود محدود ہو جائے گا۔ اور پھر کہنا پڑے گا کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کر لی اور اس کے گہراؤ اور تہ تک پہنچ گئے ہیں اور اس کلمہ میں جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے حاجت بیان نہیں سو اس ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اور اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آئندہ کے لئے اسرار کھلنے سے ناامید ہو جانا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے جنہوں نے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے شناخت نہیں کیا۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۱۶۔۱۷ خزائن ج ۲ ص ۶۴۔۶۵)

مرزا قادیانی اور ان کی ایک خاص حالت لائق حیرت

قادیانی جماعت! ہم حق پرست راستی کے طالب ہیں اس لئے نہایت کشادہ پیشانی سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ نہایت سچا مقولہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی کو یہ ضرورت پیش آئی کہ دارقطنی کی حدیث کو اپنی صداقت میں پیش کریں اور اس کے صحیح معنے پر پردہ ڈال کر مسلمانوں کے خیال اس طرف سے ہٹائیں اور اپنے تراشیدہ معنے پر مسلمانوں کو خصوصاً نئے تعلیم یافتہ اور خدا کی قدرت کو مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود کرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کریں تو حقیقۃ الوحی میں اس نشان کے بیان میں بار بار قانون قدرت کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو ہوتا ہے اور سورج گرہن ۲۷۔۲۸۔۲۹ کو یعنی یکم رمضان کو اور ۱۵ کو گرہن ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔" اب جماعت مرزائیہ اسی قول پر فریفتہ ہے اور پہلا قول اگرچہ انہیں کا ہے مگر اس طرف اب نظر بھی نہیں کرتی۔ اس کی دو وجہ معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ کفر اور بے ایمانی کا بھرا ہوا خیال ان کے خیال کے مناسب ہے دوسری یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تائید اسی خیال سے ہوتی ہے تیرہ درونی اسے کہتے ہیں کہ

انہیں کے مقتدا کے دو قول صریح متعارض ہیں ان میں سے اس قول کو مانتے ہیں جسے خود ان کے مرشد بے ایمانی اور کفر بھرا ہوا کہہ رہے ہیں اور ان کے متعارض اقوال دیکھ کر ان سے علیحدہ نہیں ہوتے بلکہ اس نفس پرستی کو اپنے مرشد کا معجزہ خیال کرتے ہیں۔ افسوس! خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب میں اصل بات کہتا ہوں۔حق پرست حضرات متوجہ ہوں اور اس پر غور کریں کہ بیان سابق سے کیا کیا باتیں ثابت ہوئیں۔ میں انہیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔آپ انصاف دلی سے ملاحظہ کریں۔

پہلی بات مرزا قادیانی نے نہایت عظیم الشان دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو ہر شان میں افضل کہا مگر ان کے وجود سے کوئی مفید نتیجہ نہیں ہوا اسلام کو کوئی نفع نہیں پہنچا۔مسلمانوں کی تعداد میں سو پچاس کی بھی ترقی نہیں ہوئی۔ کیونکہ کوئی آریہ' ہندو' یہودی' عیسائی انکی وجہ سے مسلمان [1] نہیں ہوا۔ یہ کسی بدیہی دلیل ہے ان کے کاذب ہونے کی۔

دوسری بات مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کی بنیاد جس حدیث پر تھی وہ لائق اعتبار ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ معلوم ہوا کہ وہ ایک کذاب کی روایت ہے اوراس کی صحت کے بیان میں جو کچھ مرزا قادیانی نے لکھا ہے وہ محض دھوکا ہے۔غرض کہ یہ بیان مرزا قادیانی کے کذب کی دوسری شہادت ہے۔

تیسری بات مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مہدی بنانے کے لئے اس روایت کے معنے بالکل غلط بیان کئے ۔ایسے عظیم الشان دعوؤں کے بعد ایسی صریح غلطی کرنا اور پھر اس

---

[1]......... بعض مرزائیوں کو یہ کہتے سنا کہ قادیان میں بہت سے عیسائی اور آریہ ایمان لائے ہیں اور وہاں موجود ہیں مگر یہ غلط ہے اس وقت میرے پاس پنجاب کے ایک عالم ٹھہرے ہوئے ہیں جو فاضل ہوشیار پوری کے لقب سے پنجاب وغیرہ میں مشہور ہیں اور مرزا قادیانی اور ان کے اول خلیفہ سے بہت رابطہ رکھتے تھے اور قادیان میں بھی گئے ہیں وہ اس واقعہ کو محض غلط کہتے ہیں اس کے علاوہ اس کے غلط ہونے کی اور بہت شہادتیں ہیں چونکہ جھوٹ بولنا مرزائیوں کا ایک شیوہ ہے یہ بھی ان کا ایک جھوٹ ہے تاکہ ناواقف دام میں آئیں۔

غلطی پر قائم رہنا ان کے کذب کی کھلی دلیل ہے کیونکہ کوئی سچا مدعی وحی والہام ایسی غلطی پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نہ کسی کامل ذی علم سے صاف عبارت کے معنی میں ایسی غلطی ہو سکتی ہے۔ الغرض یہ تیسری دلیل ہے مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی اور بہت بڑی دلیل ہے۔

چوتھی بات اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے اور اس کے صحیح معنے سے قطع نظر کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس میں امام مہدی کی علامت بیان کی گئی ہے اور امام مہدی کی جو علامتیں حدیثوں میں آئی ہیں وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئیں۔ مثلاً ایک علامت یہ ہے کہ امام مہدی اہل بیت رسول اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور مرزا قادیانی تو شیخ صدیقی یا فاروقی بھی نہیں ہیں اور سید اور اہل بیت رسول ہونا تو بڑی بات ہے اور بڑی علامت یہ ہے کہ آپ کے زمانے میں مسلمانوں کو اور اسلام کو بہت کچھ فروغ ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت میں بلکہ جب سے ان کا وجود شریف دنیا میں آیا اور جب تک وہ اور ان کے خلیفہ دنیا میں رہے ہر قسم کا تنزل ہوا اور ہو رہا ہے۔ پھر یہ کیسا اندھیر ہے۔ کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر قرآن وحدیث سے منہ پھر کر مرزا قادیانی کو مہدی اور رسول مانا جاتا ہے۔

غرض کہ امام مہدی کی جو علامتیں حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہ مرزا قادیانی میں کسی طرح نہیں پائی گئیں۔ اس لئے حدیث میں جو بشارت ہے وہ مرزا قادیانی کے لئے نہیں ہو سکتی اور یہ کہنا کہ امام مہدی کے باب میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح نہیں ہیں ان میں بہت کچھ کلام ہے اس لئے جو حکم کہے اسے مانو جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب مہدی کے متعلق حدیثیں صحیح نہیں ہیں تو مہدی کے آنے کا ثبوت نہ ہوا۔ اس لئے بھی آپ کا دعویٰ غلط ہوا اور آپ کاذب ہوئے اور اگر حکم والی حدیث کو صحیح مان کر آپ حکم بننا چاہتے ہیں تو پہلے اپنا حکم ہونا آپ ثابت کیجئے۔ مگر یہ تو آپ بیس پچیس برس کی محنت میں بھی نہ کر سکے اور نہ اب کوئی کر سکتا ہے۔ اور ہم نے قرآن مجید اور حدیث سے آپ کا کاذب ہونا ثابت کر دیا بلکہ یہی حکم والی حدیث آپ کو کاذب بتا رہی ہے حکم کے جو صفات اس میں بیان ہوئے ہیں وہ آپ میں نہیں پائے گئے۔ حقیقۃ المسیح ملاحظہ ہو۔

پانچویں بات جس حدیث سے مرزا قادیانی اپنے لئے آسمانی شہادت ثابت کرتے ہیں اس میں پانچ جملے ہیں۔ ان پانچوں جملوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ جس گرہن کو وہ

اپنے لئے آسمانی شہادت سمجھتے تھے۔ وہ گرہن مہدی کی علامت نہیں تھا۔ اور نہ کسی طرح وہ علامت ہوسکتا ہے۔ اس کا بیان کافی طور سے کیا گیا۔

الغرض یہ پانچ شاہد ہیں جن سے ان کا دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے اور ان کی آسمانی شہادت خاک میں مل جاتی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ حدیث کے بیان میں اگرچہ مرزا قادیانی کی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں۔ مگر اب خاص طور سے ان کی ناراستی اور قابلیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان کی زبردستیوں اور مہذبانہ تحریر پر روشنی ڈالی جاتی ہیں۔ جس سے ان کی مہدویت کی شان اور تہذیب بخوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ اس وقت ضمیمہ انجام آتھم اور حقیقۃ الوحی میرے سامنے ہے ان میں سے کچھ نمونے آپ کو دکھاتا ہوں۔

مرزا قادیانی کے تہذیب کا اظہار اور ان کی سخت کلامی کا نمونہ

ضمیمہ انجام آتھم (ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰) میں لکھتے ہیں۔ ''انصاف کرنا چاہئے کہ کس قوت اور چمک [1] سے کسوف وخسوف کی پیشین گوئی پوری ہوئی مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں خاص کہ رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیهم نعال لعن الله الف الف مرة (یعنی خدا کی لعنت کے دس لاکھ جوتے ان مولویوں پر پڑیں) اے پلید دجال پیشین گوئی تو پوری ہوگئی لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔'' یہ غصہ اور شائستگی ملاحظہ کے لائق ہے۔ اے جماعت مرزائیہ مصلح قوم اور ہادی امت ایسے بد زبان ہو سکتے ہیں؟ رحمۃ اللعالمین کا ظل ایسا سخت گو اور لعنت کا برسانے والا ہوسکتا ہے؟ ذرا خدا سے ڈر کر جواب دو۔

الغرض۔ ناظرین حق پسند نے معلوم کیا ہوگا کہ آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا کہ اس قسم کی نہ کوئی سچی پیشین گوئی تھی اور نہ اس کا پورا ہونا معلوم ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی غلط فہمی اور لسانی تھی۔ جسے آفتاب کی طرح چمکا کر دکھا دیا گیا جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ میں پیشتر اس روایت کا صحیح ترجمہ کر آیا ہوں۔ اب مرزا قادیانی کا ترجمہ اہل علم ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ انہوں نے مضمون حدیث میں کس قدر تحریف کی ہے اور کیا کیا قیدیں اپنی طرف

[1] (اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ طرز تحریر بزرگوں کی سی نہیں ہے۔

سے زیادہ کی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ''ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان (کسی مدعی کے وقت میں) ظہور میں نہیں آئے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ص ۳۳۰) ان دو جملوں میں دو غلطیاں ہیں۔

پہلی یہ کہ مہدی کے لئے دو نشان کہتے ہیں اور نشان کے معنی علامت کے ہیں جس سے کسی شئے کی شناخت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہدی کے لئے دو باتیں ایسی مخصوص ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بات اس کی علامت ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت میں ظہور میں نہیں آئے محاورہ اردو کے واقف سمجھتے ہیں کہ اس جملے کے یہ معنی ہیں کہ ان دو نشانوں کا ظہور کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا اگرچہ ایک کا ہوا ہو یہ قول پہلے کلام کو غلط بتاتا ہے۔ کیونکہ دو نشان ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک مہدی کی علامت ہے۔ مہدی کے وقت کے سوا کسی وقت ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاسکتی اور اگر پائی جائے تو وہ علامت نہ رہی۔ غرض کہ یہ جملہ مرزا قادیانی کے پہلے جملے کو غلط بتاتا ہے اور حدیث کے بھی بالکل خلاف ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں نشان ایسے ہیں کہ مہدی سے پہلے ان میں سے ایک کا ظہور بھی نہ ہوا ہوگا۔ یعنی ان میں ہر ایک نشان بے نظیر ہے۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ مدعی کے وقت کے قید مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے زیادہ کی ہے حدیث میں کوئی لفظ نہیں ہے جس سے اشارتاً بھی یہ قید سمجھی جاتی ہو۔ اب مرزا قادیانی ان دو نشانیوں کو بیان کرتے ہیں۔ اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کی وقت میں (یہ مضمون بھی حدیث میں نہیں ہے۔ کیا دیانت ہے کہ اپنی طرف سے مضمون کا اضافہ کر کے اسے حدیث کا مضمون کہا جاتا ہے۔) چاند اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کے تین راتوں میں سے پہلے رات ہے۔ یعنی تیرہویں رات (حدیث میں کوئی جملہ نہیں ہے جس کے یہ معنی ہوں) اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیسویں تاریخ کو (الفاظ حدیث اس مطلب کو غلط بتا رہے ہیں) اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو (یہ بھی سراسر غلط ہے)''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ص ۳۳۰)

یہاں تک تو مرزا قادیانی نے روایت میں پوری تحریف کی۔ اب اس کی تائید اور تشریح میں نئے تعلیم یافتوں کے خوش کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔ ”آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ خسوف وکسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔“ ہم نہایت صفائی سے ہرایک لفظ کی تشریح کرکے دکھا چکے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہی ہے کہ وہ گرہن معمولی قانون قدرت کے ضرور مخالف ہوگا اس سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جس سے مطلب یہ سمجھا جائے آفتاب کی روشنی سے انکار کرنا ہے جسے عربی عبارت میں کچھ بھی بصیرت ہے وہ ضرور یہی مطلب بیان کرے گا جو اوپر بیان کیا گیا۔ اب اس گرہن کا معمولی قدرت کے خلاف ہونا ایسا ہی ہے جیسے صاحبان عقل وحکومت ملکی قانون کے بعض دفعات میں بعض باتوں کو مستثناء کر دیتے ہیں۔ یعنی جو حکم عام طور پر جاری کیا ہے بعض وقت بعض موقع پر اسے جاری نہیں کرتے۔ کیونکہ حاکم وقت مختار ہے کسی مصلحت سے وہ اپنے حکم کو جاری نہیں کرتا بلکہ اس کے خلاف کرتا ہے۔ یہی اس کا قانون ہے۔ پھر اگر وہ حاکم مطلق جس کے حکمت وقدرت کی انتہاء نہیں ہے ایسا کرے تو کیا نہیں کر سکتا؟ ضرور کر سکتا ہے۔ اور جس طرح دنیاوی حکومت کے قانون کی کسی دفعہ میں مستثنیٰ کرنا کوئی عیب ونقص نہیں ہے اس طرح قانون خداوندی میں بھی عیب نہیں ہوسکتا۔ اس کی توضیح ہم مرزا قادیانی کے کلام سے اوپر کر آئے ہیں۔

اس کہنے کے بعد مرزا قادیانی مطلب بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ ”بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف وکسوف ہوا ہو۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)

حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کا تراشیدہ مضمون ہے جسے وہ حدیث کا مطلب بتا رہے ہیں۔ یہاں اس پر نظر رہے کہ مدعی کو عام کہتے ہیں۔ کہ صادق ہو یا کاذب ہو اور اس کے دعویٰ کو بھی عام کہتے ہیں۔ کہ اسے رسالت کا دعویٰ ہو یا مہدی ہونے کا۔ اب دیکھا جائے کہ ۱۳۱۲ھ کا گرہن کیونکر مرزا قادیانی کے لئے نشان ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک برس پہلے ۱۳۱۱ھ میں امریکہ میں گرہن ہوا جہاں جھوٹا مدعی رسالت ڈوئی موجود تھا۔

یہ عبارت توضیمہ انجام آتھم کی تھی جس کی غلطیاں اور تحریفیں بیان کی گئیں۔ اب حقیقت الوحی کی حالت بھی معلوم کیجئے۔ (صفحہ۱۹۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲) میں دار قطنی کی مذکورہ روایت میں جو کچھ انہوں نے غلطیاں کی ہیں اور مغالطے دیئے ہیں انہیں شمار کر کے آپ کو دکھاتا ہوں۔

۱........... لکھتے ہیں صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے۔'' کتاب دار قطنی کو صحیح دار قطنی لکھنا اجماع امت کے خلاف ہے۔ جب سے دار قطنی تالیف ہوئی ہے اس وقت سے لے کر اس وقت تک کسی عالم، کسی محدث، کسی مجدد نے اس کتاب کو صحاح میں داخل نہیں کیا۔ اور صحیح دار قطنی نہیں کہا۔ اور نہ اس کا مولف اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس میں صحیح حدیثوں کا التزام کیا ہے۔ لفظ صحیح زیادہ تر امام بخاری اور مسلم کے ساتھ بولا جاتا ہے اور ان کی کتاب کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کہتے ہیں اس کے بعد ابوداؤد۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ کی کتابوں کو بھی صحاح میں داخل کیا ہے۔ اور بعض نے امام مالک کی موطا کو بھی صحاح میں داخل کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اپنی تائید کے لئے تمام امت کے خلاف دار قطنی کی تالیف کو بھی صحاح میں داخل کر کے عوام کی نظر میں اس کی عظمت بڑھاتے ہیں جو واقع کے بالکل خلاف ہے۔ اور اگر کسی ذی علم مرزائی کو مرزا قادیانی کے اس قول کے صحیح ہونے کا دعویٰ ہو تو سامنے آئے ہم اس کی بعض روایتوں کی عدم صحت بیان کر کے دکھائیں گے وہ اس کی صحت ثابت کریں۔ ایک یہی حدیث ہے جس میں گفتگو ہو رہی ہے۔ اس کی صحت ثابت کریں۔ مگر نہیں کر سکتے۔

۲........... اس روایت کو نقل کیا مگر اس کے آخری جملہ کو بالکل چھوڑ دیا اور اس کا اشارہ بھی نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا کہ حدیث کے الفاظ کچھ اور بھی ہیں اور اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ حدیث کے جو الفاظ چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ان میں غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دونوں گرہن اس طرح کے ہوں گے کہ اس قسم کے گرہنوں کا ظہور اس سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا۔ اس میں کسی قسم کی خصوصیت کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ یعنی یہ خصوصیت نہیں ہے کہ کسی مدعی یا کسی نبی اور رسول کے وقت میں نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ عام طور سے اس کے ظہور سے انکار ہے۔

۳............ روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا ہے یہ دو نشان (کسی امور اور رسول کے وقت میں) ظاہر نہیں ہوئے۔ (ایضاً) اس عبارت میں جن الفاظ کو میں نے ہلالی خط کے اندر لکھا ہے وہ روایت کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے اور نہ حدیث کے کسی جملہ سے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ مضمون حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض جن کا ترجمہ" یہ ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں۔ ایسا چاند گرہن اور سورج گرہن کبھی نہیں ہوا۔ یہ الفاظ نہایت صاف طور سے بتا رہے ہیں کہ ان نشانوں کا ظہور کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں ہوا" یعنی نہ کسی مدعی رسالت کے وقت میں اور نہ ایسے وقت میں کہ اس وقت کوئی مدعی نہیں ہے۔ غرضکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی کے لئے دو نشان ایسے ہیں کہ اس سے پہلے کسی وقت ان کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ کسی مامور اور رسول کے وقت میں (وہ نشان) ظاہر نہیں ہوئے۔" محض تحریف معنوی ہے حدیث میں یہ قید ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ احادیث صحیحہ اور قرآن مجید کے نص قطعی سے یہ قید غلط ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قید سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی رسالت کے مدعی ہوں گے اور رسول صادق ہوں گے۔

حالانکہ قرآن مجید اور حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ آخر النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اور جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور دجال ہوگا۔ اس کی تفصیل حصہ سوم فیصلہ آسمانی۔ اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ میں دیکھنا چاہئے۔ اور جب یہ قید نصوص صریحہ کی رو سے غلط ہے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ نہایت ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی نہ آئے گا پھر اس حدیث میں کسی رسول کے آنے کی خبر اور اس کے نشان کا بیان کیسے ہوسکتا ہے۔

۴............ پھر لکھتے ہیں۔" ان میں سے (یعنی ان دو نشانوں سے) ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کے اول رات میں ہوگا۔ یعنی تیرہویں تاریخ میں۔" ایضاً حدیث کے الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ اس کے وجوہ

ملاحظہ ہوں۔

پہلی وجہ: جس عبارت کا یہ ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے۔ **تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان** ۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات کو کیونکہ اس جملہ میں تین لفظ ہیں۔ پہلا لفظ **تنکسف القمر** جس کے معنی ہیں چاند گرہن ہوگا۔ دوسرا لفظ **لاول لیلۃ** اس کے معنی ہیں پہلی رات کو اس کہنے سے یہ سوال پیدا ہوا کہ پہلی رات کسی کی۔ کسی مہینہ کی پہلی۔ یا کسی دوسرے ایام معینہ کی پہلی رات اس کا جواب تیسرے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ **من رمضان** ہے اس میں لفظ من بیانیہ ہے یعنی دوسرے لفظ میں جو اجمال تھا اور معلوم نہ ہوتا تھا کہ پہلی رات کس کی۔ اس کے بعد کے لفظ رمضان نے بیان کر دیا۔ کہ وہ پہلی رات ماہ رمضان کی ہے۔ یہ تو صریح الفاظ کا مطلب بیان کیا گیا۔ اب حدیث کی اصلی غرض پر بھی نظر کی جائے اس سے کیا ثابت ہوتا ہے نہایت ظاہر ہے کہ حدیث میں امام مہدی کی آیت یعنی ان کی علامت بیان کی گئی ہے اور آیت کے معنی اوپر بیان کئے گئے ہیں کہ آیت یعنی نشان اسی کو کہتے ہیں کہ جس وقت وہ پایا جائے فوراً اس کا علم ہو جائے جس کے لئے یہ آیت اور نشان ہے یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ **اول لیلة** سے رمضان کی پہلی رات مراد لی جائے کیونکہ یہ ایسی عجیب بات ہے کہ اس کے ظہور سے فوراً مہدی کے ظہور کا یقین ہوسکتا ہے۔ اور پھر جملہ **لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض** اس مدعا کو نہایت صفائی سے ثابت کر دیتا ہے۔ اس لئے مذکورہ عبارت کے یہ معنی اور یہ تشریح ایسی صحیح ہے کہ دنیا میں کوئی عربی دان ذی عقل اس کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ بجز کسی خودغرض یا مرزا پرست کے اس لئے جو معنی اس کے خلاف ہیں وہ یقینی غلط ہیں۔

دوسری وجہ: اگر مقصد یہ ہوتا کہ رمضان میں گرہن ہوگا گرہن کی پہلی رات میں یعنی جن راتوں میں چاند گرہن ہونے کا معمول ہے اس کی پہلی رات میں تو رمضان کا لفظ لیلۃ کے بعد نہ ہوتا بلکہ **اول لیلة** کے پہلے ہوتا اور **اول لیلة** کے بعد بجائے **من رمضان** کے **من لیالی الخوف** ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی۔ **تنکسف القمر فی رمضان لاول لیلة من لیالی الخسوف**۔ چونکہ مخلوق کو ہدایت منظور ہے۔ اور ایسے مقدس کا نشان بتانا مدنظر ہے جس کا ماننا ضروری ہے اس لئے اس کی عبارت ایسی صاف ہونا چاہئے جس کے معنی متعین

ہوں۔ اور نہایت صفائی سے وہ معنی ہر ایک سمجھ لے۔ وہ یہی عبارت ہے جو میں نے لکھی مگر حدیث میں یہ عبارت نہیں ہے بلکہ وہ عبارت ہے جس کے الفاظ سے اور قرینہ مقام سے نہایت صفائی سے وہی معنی سمجھے جاتے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ اس لئے یہ معنی بلاشبہ غلط ہیں۔

تیسری وجہ: حدیث میں امام مہدی کے دو نشان بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک نشان چاند کا گرہن ہے۔ یعنی ان کے ہونے کی علامت اور ان کے ظہور کی ایک دلیل یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن ہوگا۔ اور اس تاریخ میں ہوگا۔ جس کی وجہ سے مسلمان انہیں مہدی موعود مانیں گے اس نشان کی صفت اس حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ نشان ایسا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ اس وقت سے لے کر ان کے ظہور تک کسی وقت اس کا ظہور نہ ہوا ہو۔

اب اگر حدیث کے مذکورہ جملہ کے یہ معنٰی کئے جائیں جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو گرہن ہوگا تو کوئی عاقل اسے کسی کی علامت اور نشان نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائے کہ ایک عظیم الشان بزرگ کے ظہور کی علامت ہو۔ کیونکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ایسے گرہن بہت ہوا کرتے ہیں۔ مذکورہ فہرست میں دیکھا جائے۔ کہ صرف چھیالیس برس میں رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چار گرہن ہوئے ہیں۔ یعنی ۱۲۶۷ھ میں اور ۱۲۹۱ھ اور ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ میں اور چوالیس برس اور اوپر سے دیکھا جائے یعنی ۱۲۲۳ سے تو پانچ مرتبہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو گرہن ہوا ہے۔ جو گرہن اس تھوڑی مدت سے پانچ مرتبہ ہوا اس قسم کے گرہن کو معجزہ اور نشان کہنا اور اس کا معجزہ مان لینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے حدیث میں معجزہ اس گرہن کو کہا ہے جو اس مہدی سے پہلے کسی وقت نہ ہوا ہوگا۔

۵............ دوسرا نشان مرزا قادیانی اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اور سورج کا گرہن اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اس رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو ۔“ ایضاً یہی ترجمہ حدیث کے جملہ ”و تنکسف الشمس فی النصف منه “ کا مرزا قادیانی نے کیا ہے۔

اب میں ناظرین کو دکھاتا ہوں کہ اس دوسرے نشان کے بیان میں بھی مرزا قادیانی نے ویسی ہی غلطیاں کی ہیں جیسے پہلے نشان کے بیان میں کی تھیں بلکہ اس کی غلطیاں پہلے سے زیادہ ظاہر ہیں۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ اس جملہ کا صحیح ترجمہ جو الفاظ حدیث اور سوق کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ ہے۔

سورج گرہن ہوگا اسی رمضان کے نصف میں اس ترجمہ کی صحت الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے دیکھ لیا جائے۔ پہلا لفظ اس میں (تنکسف الشمس) ہے کس کے معنی ہیں کہ سورج گرہن ہوگا دوسرا لفظ ہے۔ (فی النصف) جس کا ترجمہ ہے آدھوآدھ میں یعنی سورج گرہن ہو گا آدھوآدھ میں۔ اب یہاں سوال پیدا ہوا کہ کس کے آدھوآدھ میں' اس کا بیان تیسرے لفظ (منہ) سے ہوتا ہے۔ اس لفظ میں ضمیر ہے اس لئے ضرور ہے کہ اس سے پہلے اس کا مرجع یعنی وہ لفظ مذکور ہو جس کی طرف یہ ضمیر پھرتی ہے اور چونکہ یہ ضمیر مذکر کی ہے اس لئے اس لفظ کا مذکر ہونا ضرور ہے۔ یعنی وہ لفظ جمع نہ ہو یا کوئی دوسری علامت تانیث کی اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ حدیث کے اس جملہ میں یا اس سے پہلے لفظ (رمضان کے سوا کوئی لفظ اس ضمیر کا مرجع نہیں ہوسکتا۔ الفاظ کی یہ تشریح تو عربی کے صرف و نحو جاننے والے طلباء بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور عربی ادب سے ذوق رکھنے والے سوق کلام سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس طرح اس سے پہلے جملہ میں چاند گرہن کے وقت کا بیان لاول لیلة من رمضان سے ہے اسی طرح اس جملہ میں فی النصف منه سے سورج گرہن کے وقت کا بیان ہے۔ اور اگر ضمیر کا مرجع ظاہر کر دیا جائے تو فی النصف من رمضان ہوگا جس کے معنی نہایت صاف یہی ہیں۔ کہ سورج گرہن رمضان کے نصف میں ہوگا۔ حدیث کے اس جملہ کی یہ ایسی صاف اور صحیح تشریح ہے۔ جس سے کوئی عربی کا ادب جاننے والا انکار نہیں کرسکتا۔ مرزا قادیانی جو مطلب بیان کرتے ہیں اس کے لئے ضرور ہے کہ منہ کی ضمیر ایام کی طرف پھرے مگر یہ دو وجہ سے غلط ہے ایک یہ کہ ایام' کا لفظ اس سے پہلے کسی طرح مذکور نہیں ہے دوسرے یہ کہ لفظ ایام مونث ہے اس کی طرف منہ کی ضمیر نہیں پھر سکتی۔ یہ دو وجہ ہوئیں مرزا قادیانی کے غلط بیانی کی۔)

چوتھی وجہ: یہ ہے کہ مرزا قادیانی ایام کسوف کے تین دنوں میں سے درمیان کے دن کو نصف قرار دیتے ہیں مگر عربیت کے لحاظ سے اسے نصف کہنا غلط ہے جو صحت کا مدعی

ہو وہ محاورہ عرب سے ثابت کرے۔

پانچویں وجہ: اس مطلب کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ حدیث میں اس گرہن کو مہدی کا دوسرا نشان بتایا ہے اور اس کے بعد ہی یہ جملہ ہے "ولم تکونا منذخلق الله السموات والارض" یعنی وہ چاند گرہن اور سورج گرہن ایسے دو نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں۔ (اس وقت سے لے کر مہدی کے ظہور تک) ان کا ظہور کبھی نہیں ہوا یعنی نہ ایسا چاند گرہن کسی وقت ہوا اور نہ ایسا سورج گرہن۔ چونکہ حدیث میں نہایت صفائی سے دو نشان یعنی مہدی کی دو علامتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ہر ایک جداگانہ نشان ہے اور ہر ایک کو ایسا ہونا چاہئے کہ اس کے مثل کبھی ظہور میں نہ آیا ہو۔ اور اگر دونوں گرہنوں کو ملا کر ایک نشان قرار دیا جائے۔ یعنی یہ کہا جائے کہ رمضان کی ۱۳ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن کا ہونا ایک نشان ہے تو صریح حدیث کے خلاف صرف ایک نشان ثابت ہوگا۔ اور مرزا قادیانی کے آئندہ بیان سے ایک ہی نشان ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

۲.........اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا۔" (ایضاً) دیکھئے مرزا قادیانی ان دونوں گرہنوں کو ایک واقعہ قرار دے کر یہ بتاتے ہیں۔ کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ یہ کہنا حدیث کے صریح خلاف ہے۔ حدیث میں نہایت صاف طور سے دو واقع بیان کئے ہیں۔ ایک چاند گرہن کا دوسرا سورج گرہن کا اور دونوں کی نسبت یہ کہا ہے کہ ان دونوں واقعوں کا ظہور کسی وقت میں نہیں ہوا۔ اس وجہ سے حدیث میں کہا گیا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔

دوسری غلط بیانی اس جملہ میں یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے ان گرہنوں کے لئے یہ قید بڑھائی ہے کہ کسی رسول یا نبی کے وقت میں ان کا ظہور نہیں ہوا۔ حالانکہ حدیث کے کسی جملہ یا کسی لفظ میں اس قید کا اشارہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کا آخری جملہ نہایت وضاحت سے بتا رہا ہے کہ ان گرہنوں کے دونوں واقعے ایسے بے نظیر ہیں کہ مہدی سے پہلے کسی وقت میں ان کا ظہور نہ ہوا ہوگا۔ یہ جملہ صاف بتا رہا ہے۔ کہ کسی رسول یا نبی کے وقت کی قید غلط ہے۔

غرضکہ اس جملے میں مرزا قادیانی نے دو غلطیاں کیں یا یوں کہا جائے کہ دو تحریفیں

کیں ایک یہ کہ دو واقعوں کو ایک بتایا دوسری یہ کہ حدیث میں رسول کے وقت کی قید نہ تھی مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے بڑھا دی۔

ناظرین اس پر نظر کریں کہ یہاں تک نفس حدیث کا بیان تھا۔ جس میں سے چھ فقرے مرزا قادیانی کے نقل کئے گئے۔ ان چھ فقروں میں مختلف طریقے سے گیارہ غلطیاں مرزا قادیانی کی بیان کی گئیں صاحبان دانش غور کے بعد اس کو بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔

اب بیان حدیث کے بعد مرزا قادیانی کے دعویٰ اور دفع اعتراضات کو ملاحظہ کیا جائے لکھتے ہیں۔

۷..........''جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانے میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اس قول میں مرزا قادیانی اس طرح کے گرہن کو اپنے زمانہ میں خاص کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میرے ہی زمانہ میں اس صفت کا گرہن وقوع میں آیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ جملہ ماہرین ہیئت اور ناظرین حدائق النجوم اور رسالہ یوز آف دی گلوبس اس کے غلط ہونے پر گواہ ہیں اور اس کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس صفت کے گرہن اپنے معمولی وقت پر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا شمار کوئی نہیں بتا سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کتنے مرتبہ اور کس کس وقت رمضان کی ۱۳ اور اٹھائیس تاریخ کو گرہن ہوا ہے۔ بیان سابق سے ظاہر ہے کہ صرف چھیالیس برس کے عرصہ میں تین مرتبہ اس قسم کا گرہن ہوا۔ اس پر قیاس کیا جائے کہ اس سے قبل بے انتہا زمانہ میں کتنے مرتبہ ہوا ہوگا۔

۸..........''اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے۔ جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔ (ایضاً) اس قول کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے اس قسم کے گرہن دو مرتبہ ہوں گے۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ کسی حدیث میں ایسا نہیں آیا۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اس حدیث کو دکھائے مگر نہیں دکھا سکتا۔ اور مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں کر سکتا۔ کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں ہے جس سے صراحتہً یا اشارۃً یہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو

دار قطنی کی مذکورہ روایت اس کو غلط ثابت کرتی ہے۔

دوسری غلطی اس قول میں یہ ہے کہ ایسے گرہنوں کا دو مرتبہ وقوع میں آنا لکھ کر کہتے ہیں۔ کہ اول اس ملک میں یعنی ہندوستان میں۔ دوسرے امریکہ میں حالانکہ اس کے برعکس ہوا ہے یعنی اول امریکہ میں ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں ہوا۔ یہ وہ ملک ہے جہاں مسٹر ڈوئی مدعی کاذب موجود تھا۔ اور دوسرے ہندستان میں ۱۳۱۲ھ کے رمضان میں۔ اور مرزا قادیانی نے اول اسی سن کے گرہن کو اپنے لئے شہادت قرار دیا تھا۔ اس کے بعد انہیں امریکہ کے گرہن کا علم ہوا۔ اس لئے وہ اپنی آخری کتاب میں اس سے پہلے گرہن کو بھی اپنی شہادت میں داخل کرتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایسا گرہن دو مرتبہ ہمارے مہدی کے لئے ہوگا۔

افتراء کے لفظ سے قادیانی بہت ناخوش ہونگے۔ مگر اب وہ بتائیں کہ جب وہ اس مضمون کو رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں ملتا تو اب مرزا قادیانی کو کیا کہیں؟ خصوصاً جب کہ ان کے بہت سے قول اسی قسم کے دیکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

۹ ....اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہ تھا۔" یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ محمد احمد سوڈانی مدعی مہدویت اس وقت تھے اور مسٹر ڈوئی امریکہ میں اور مسٹر ڈارڈ لندن میں موجود تھے۔ یہ دونوں مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے۔ جس طرح مرزا قادیانی مدعی ہیں اور یہ بھی وہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہی مہدی ہے۔ ناظرین اس کو سمجھ لیں۔

۱۰............لکھتے ہیں "اور کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنے مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔" (ایضاً)

صاحبان عقل مرزا قادیانی کی عقل کو دیکھیں کہ کیسی معمولی بات کو اپنے لئے آسمانی نشان سمجھتے ہیں اور اس پر کیسی مہمل دلیل پیش کرتے ہیں۔

ناظرین فرمائیں کہ کسی واقعہ کے وقت دعویٰ کر کے غل مچانا اور دنیا بھر میں

اشتہارات شائع کرنا اس کی صداقت کی دلیل ہوسکتی ہے؟ کیا جھوٹے مدعی ایسا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس قدر شور وغل مچانا جس قدر مرزا قادیانی نے مچایا کذب کی نشانی ہے کیونکہ صادق کے لئے متانت اور اللہ پر اعتماد ضرور ہے۔ اس لئے صادق اس قدر غل ہرگز نہیں کر سکتا اس کی متانت اس کا توکل ضرور اسے روکے گا۔ انبیائے کرام نے دعویٰ کیا اور بعض اولیاء نے بعض دعوے کئے مگر کیا اس طرح کیا؟ ہرگز نہیں کیا۔ اسکے عشر عشیر بھی کسی نے غل نہیں مچایا۔ اس وقت میں مسمریزم کے جاننے والے کہتے ہیں کہ جو بات نہایت قوت سے بار بار کہی جاتی ہے اس کا اثر قلوب پر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مدعی کاذب اس کو معلوم کرکے اپنے دعویٰ کے اعلان میں جان توڑ کر کوشش کرے گا۔ مرزا قادیانی اس علم کو جانتے تھے۔ اوران کے خلیفہ اول اس کی تعلیم دیتے تھے اور فی سبق دس روپیہ لیتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس قدر غل کیا اور بہت سے سادہ دلوں پر ان کے اس زور سے کہنے کا اثر ہوگیا۔ اوران کے غلط دعویٰ کو اپنی سادہ دلی سے صحیح مان گئے۔

۱۱............ ''دوسری اس پر [1] دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارہ میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا۔ اور وہ خبر .... لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہوچکی تھی۔'' (ایضاً)

اس کی نسبت میں اول یہ کہتا ہوں کہ براہین احمدیہ میں یا کسی مقام پر اس نشان کے ظہور کی خبر صاف طور سے کہ میری شہادت میں اس طرح کے گرہن ہونگے کہیں نہیں دی اور مجمل اور عام الفاظ الہام کے بیان کرنا اور اس کے بعد جب کوئی بات واقع ہوئی اسے اپنی پیشین گوئی کہہ دینا اوران عام الفاظ کا مصداق اسے ٹھہرانا کسی خدا پرست کا کام نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ذی عقل اسے مان سکتا ہے۔

الغرض جب تک جماعت مرزائیہ صاف طور سے اس پیشین گوئی کو ان کی کتاب سے نہ پیش کرے اس وقت تک یہ دعوے لائق توجہ نہیں ہے۔ خصوصاً ایسے شخص کا دعویٰ جس کے سینکڑوں غلط دعویٰ اس کے رسالوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ

---

[1] .... اردو کے محاورہ کے مطابق یہ غلط ہے۔ بلکہ اس طرح چاہئے کہ دوسری دلیل اس پر یہ ہے۔

اس گرہن کی پیشین گوئی تو حدائق النجوم وغیرہ میں اس کے ظہور سے تقریباً سو برس پہلے لکھی ہوئی تھی۔ پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ مرزا قادیانی نے اسے دیکھ کر اور جنتری سے مقابلہ کر کے یہ خبر معلوم نہیں کی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں خبر دی؟ بلکہ جب ہمارے بیان سابق پر صاحبان دانش غور کریں گے تو بالیقین معلوم کرلیں گے کہ خدا کی طرف سے ایسی خبر نہیں ہوسکتی۔ اگر مرزا قادیانی نے ایسی خبر دی تو حدائق النجوم وغیرہ سے دیکھ کر دی۔ علم ہیئت کے جاننے والے اپنے علم سے ایسی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کی کاسہ لیسی کی اور ان کی پیشین گوئی دیکھ کر اور ایک غیر معتبر روایت کے محض غلط معنے بنا کر اپنی پیشین گوئی قرار دی۔

ناظرین! مرزا قادیانی کے نشان کا اور اس کے دلیلوں کا تو خاتمہ ہولیا اور ان کی غلط بیانیاں ظاہر ہولیں۔ اب اس کے متعلق کچھ شبہات اور جوابات کا بھی نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

مذکورہ روایت کے جو صحیح معنے ہیں اسے بعض علماء نے بیان کر کے مرزا قادیانی کی غلطی ظاہر کی تھی۔ وہ صحیح معنی یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن ہوگا اور پندرھویں کو سورج گرہن۔ مرزا قادیانی اسے قانون قدرت کے خلاف بتا کر حدیث کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوگا۔ مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس کی تشریح نہایت وضاحت سے کر دی گئی ہے۔ اور حدیث کے لفظ لفظ کے معنے بیان کر کے ایسا دکھا دیا گیا ہے کہ کسی مخالف کو جائے دم زدن نہیں رہی اب اگر یہ معنے ان کے خیال میں قانون قدرت کے خلاف ہیں تو حدیث کو موضوع کہیے اور اس نشان سے انکار کیجئے۔

دوسرا اعتراض مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو قمر نہیں کہتے اس کا جواب کامل طور سے حدیث کی شرح میں دیا گیا ہے۔ اور لغت عرب اور قرآن مجید سے ثابت کر دیا ہے کہ پہلی تاریخ کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ یہ اعتراض ان کی ناواقفی کی وجہ سے ہے علمائے حقانی کا ایک اعتراض مرزا قادیانی کے مطلب پر یہ تھا کہ حدیث میں امام مہدی کے لئے ایک خرق عادت کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور رمضان کی ۱۳ اور ۲۸ کو گرہنوں کا اجتماع ہونا معمولی بات ہے۔ کوئی خرق عادت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی اپنی باتوں سے اس معمولی بات کو خرق عادت بنانا چاہتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں ”حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان کے

مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہنوں میں جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۶ اخزائن ج ۲۲ص ۲۰۲)

اب اس جواب کی غلطیاں اور مرزا قادیانی کی زبردستیاں ملاحظہ کی جائیں اور دیکھا جائے کہ اس جواب میں کتنی غلطیاں ہیں۔ اول ...... یہ کہنا کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے" محض غلط ہے کیونکہ اس مطلب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے لئے صرف ایک نشان ہے یعنی دونوں گرہنوں کا مذکورہ تاریخوں میں جمع ہونا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حدیث میں جملہ لمھدینا آیتین نہایت صفائی سے بتارہا ہے کہ مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ اور مرزا قادیانی کا مطلب ایک نشان بتاتا ہے یعنی رمضان میں دونوں گرہنوں کا مدعی کے وقت میں جمع ہونا۔ دوم...... حدیث کا مطلب بالیقین یہ ہے کہ مہدی کے دو نشان ہیں اور ہر ایک ان میں ایسا ہے کہ مہدی سے پہلے کسی وقت اور کسی عہد میں اس کا نظیر نہیں پایا جائے گا۔ مرزا قادیانی اس صحیح مطلب کے خلاف ان معمولی گرہنوں کے اجتماع کو نشان ٹھہراتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔ سوم......ہم نے نہایت صفائی سے حدیث کے ہر جملہ کے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ جن دو گرہنوں کو حدیث میں امام مہدی کے دو نشان بتائے ہیں ان دونوں گرہنوں کی نسبت اس حدیث میں نہایت صفائی سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی سے پہلے ان گرہنوں کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جائے گی یعنی ہر ایک گرہن بےنظیر ہوگا۔ ان میں سے ایک کی نظیر بھی نہیں پائی جائے گی۔ اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے حدیث کا صرف آخری جملہ کافی ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے نقل نہیں کیا ہے۔ اور اسی غرض سے پوشیدہ رکھا۔ کہ جو ذی علم راست باز اسے دیکھے گا وہ یقیناً مرزا قادیانی کے دعویٰ کو غلط کہے گا۔ کوئی ذی علم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ بجز اس مرزا پرست کے جس نے اپنے علم اور عقل کو ویسا ہی کھو دیا ہے جیسے تثلیث پرستوں اور بت پرستوں نے تثلیث کے ماننے اور بتوں کے پوجنے میں۔ چہارم...... لکھتے ہیں۔" بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے" یہ دعویٰ محض غلط ہے۔ اور کئی طور پر اس کی غلطی ظاہر ہے۔ ایک یہ کہ جملہ نہایت صفائی سے یہ

بتاتا ہے کہ مہدی کا ایک نشان ہے یعنی مدعی کے وقت میں ایسے دو گرہنوں کا جمع ہونا۔ حالانکہ جمع ہونے کو نشان نہیں کہا ہے بلکہ معمولی وقت کے خلاف دو گرہنوں کو دو نشان کہا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مہدی دعویٰ کرے گا پھر حدیث کا مطلب یہ کہنا کہ کسی مدعی کے وقت میں یہ دونوں جمع نہ ہوئے ہونگے ایجاد بندہ اور تحریف معنوی ہے اگر خیال ہے کہ بغیر دعویٰ معلوم نہیں ہوسکتا تو اس کا شافی جواب اوپر دیا گیا ہے۔ تیسرے مدعی رسالت یا نبوت کی قید لگانا ایجاد پر ایجاد اور تحریف بالائے تحریف ہے۔ حدیث میں رسول یا نبی کا ذکر ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ مہدی کا ذکر ہے۔ اور مہدی کے لئے رسول یا نبی ہونا ضرور نہیں۔ ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث میں نبی یا رسول پر خاص لفظ مہدی کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں رسول یا کوئی نبی مراد نہیں ہے۔ اور جب اس نص قطعی قرآن اور احادیث صحیحہ پر نظر کی جاتی ہے جس سے یقینی طور لے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا تو حتمی طور سے یہ کہنا ہوگا کہ حدیث میں کسی نبی یا رسول کی خبر نہیں ہے بلکہ ایک خاص مہدی کا ذکر ہے جس کی ہدایت اور ہادیان امت سے زیادہ ہوگی عام طور پر یا اس زمانہ کے لحاظ سے۔

الغرض اس غلطی کا ثبوت قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے اظہر من الشمس ہے۔ پنجم...... اس قول میں مرزا قادیانی کا اپنا طبع زاد مطلب بیان کر کے یہ کہنا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔'' محض غلط اور صریح زبردستی اور دن کو رات کہنا ہے۔ میں پیشتر حدیث کے لفظ لفظ کو علیحدہ علیحدہ نقل کر کے اس کے معنی بیان کر آیا ہوں

لے...... فیصلہ آسمانی حصہ سوم اور صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ دیکھا جائے۔ جس میں نہایت روشن طریقے سے نص قطعی اور احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ خواہ وہ ظلی ہو یا امتی ہو جیسا کہ گروہ مرزائیہ اپنی نادانی اور کمال تعصب سے خیال کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جس زور وشور کا ہے۔ اس کا ذکر صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶ و ۷ میں دیکھنا چاہئے ان کی نبوت کو ظلی اور غیر تشریعی کہنا مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ مرزا قادیانی کو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے بلکہ اپنے آپ کو افضل الانبیاء سمجھتے ہیں۔ صحیفہ رحمانیہ کے نمبر ۷ میں ان کے اقوال دیکھے جائیں۔

اور کامل طور سے ثابت کر دیا ہے کہ الفاظ حدیث صاف طور سے مرزا قادیانی کے مطلب کو غلط بتا رہے ہیں۔ اب اگر کوئی مرزائی ذی علم ہے تو ان الفاظ کو ہمارے سامنے پیش کرے جن کا ظاہر مرزا قادیانی کے مطلب پر دلالت کرتا ہو۔ مرزا قادیانی تو زبانی دعویٰ کرنے کے سوا کسی مقام پر وہ الفاظ نہیں دکھا سکے اور خدا کے فضل سے ہم نے تو اپنے مدعا کو نہایت صفائی سے خوب روشن کر کے حدیث کے الفاظ سے دکھا دیا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔

ششم...... اس قول سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی دو باتوں کو تسلیم کرتے ہیں ایک یہ کہ رمضان کی ۱۳ تاریخ اور ۲۸ کو چاند گرہن اور سورج گرہن کا اجتماع اس واقعہ کے پہلے بھی ہوا ہے جسے مرزا قادیانی اپنے لئے آسمانی شہادت کہتے ہیں دوسری یہ کہ صرف یہ اجتماع مہدی کا نشان نہیں ہے بلکہ اس وقت کسی مدعی کا ہونا ضرور ہے۔ ان اقراروں کے بعد حدیث کے صریح اور صحیح مطلب پر نظر کی جائے تو مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب کاذب ٹھہرتے ہیں کیونکہ حدیث تو نہایت صفائی سے یہ بتا رہی ہے کہ وہ دونوں گرہن ایسے ہوں گے کہ ان کے مثل اس سے قبل کبھی ایسے گرہن نہ ہوئے ہوں گے۔ اور مرزا قادیانی کے وقت میں جو گرہن ہوئے ان کے مثل اس سے پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ اس کا اقرار خود مرزا قادیانی کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ اقرار ثابت کر رہا ہے۔ کہ ۱۳۱۱ھ میں جو گرہنوں کا اجتماع ہوا وہ مہدی کی علامت نہ تھا۔ بلکہ وہ معمولی اجتماع تھا۔ اب اس اقرار کے بعد یہ کہنا کہ یہی معمولی اجتماع اگر کسی مدعی رسالت کے وقت میں ہو تو یہ صداقت کا نشان اور خرق عادت ہو جائے گا۔ ایک سخت نادانی بلکہ مضحکہ کی بات ہے۔

بھائیو! ذرا خیال کرو کہ ۱۳۱۲ھ کا گرہن یوں تو معمولی گرہن تھا پہلے بھی ایسے گرہن ہوتے رہے ہیں مگر مرزا قادیانی کے وجود اور ان کے دعویٰ رسالت کی وجہ سے وہی معمولی گرہن عجیب وغریب ہو گیا۔ اور مرزا قادیانی کے لئے نشان قرار پایا۔ اے عزیزو یہ مضحکہ نہیں تو کیا ہے کہ ایک معمولی چیز صرف مرزا قادیانی کے دعویٰ سے خرق عادت ہو جائے اور جس مدعی کے کذب پر بہت سی دلیلیں موجود ہوں اس کے لئے نشان قرار پائے۔

الحاصل اس قول میں مرزا قادیانی کی چھ غلطیاں ہیں اور سترہ پہلے بیان ہوئی تھیں اس لئے تئیس غلطیاں ہوئیں۔

۱۸........... اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن۔ رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں۔ تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔'' (ایضاً)

ناظرین! اسی قسم کی باتوں سے مرزا قادیانی اپنے مریدوں کو دام میں رکھتے ہیں۔ ان کے مریدین کی حالت کا تجربہ کیا گیا کہ حدیث کے متعلق اس قدر لکھا گیا ہے۔ مگر کسی بات کی طرف انہیں توجہ نہیں دیکھی گئی بجز اس بات کے کہ ایسا گرہن کسی مدعی کے وقت میں ہوا یا نہیں ہوا۔ اب میں کہتا ہوں کہ ہمارا یہ فرض ہرگز نہیں ہے بلکہ مرزا پرستوں کو امور ذیل کی طرف توجہ کرنا۔ اور ان کا جواب دینا فرض ہے۔

۱........... ہم نے ثابت کر دیا کہ حدیث صحیح نہیں ہے اور متعدد وجوہ سے اس کا غیر معتبر ہونا ثابت کر دیا اور اس کی صحت میں مرزا قادیانی نے جو ملمع کاری کی تھی اسے بھی کھول کر دکھا دیا۔

۲........... پھر فرضی طور سے حدیث کو صحیح مان کر خوب روشن کر دیا جو معنی مرزا قادیانی اس حدیث کے کرتے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ جب وہ مطلب ہی غلط ہے جس کی بنیاد پر ہم سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے۔ تو ہم پر اس کے ثبوت کو فرض بتانا بجز نادانی یا ابلہ فریبی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

۳........... یہ بھی ثابت کر دیا کہ جس قسم کے گرہن کو مرزا قادیانی مہدی کی علامت کہتے ہیں اس قسم کے گرہن پہلے بھی بہت ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں چھیالیس برس کے گرہنوں کا نقشہ نقل کر کے دکھا دیا۔ کہ اس تھوڑی مدت میں تین مرتبہ اس قسم کا گرہن ہوا۔ اس لئے وہ گرہن کسی کے لئے نشان نہیں ہوسکتا۔

۴........... نہایت محکم دلیلوں سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے جو ایسا دعویٰ کرے وہ قرآن اور صحیح حدیثوں کی رو سے جھوٹا ہے وہ سچا مہدی کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ پھر اس کاذب کے قول کی طرف توجہ کرنا اور سچے مہدی کے نشان کو (اگر وہ نشان ہے) اس کاذب پر چسپاں کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح حدیث میں ایسی قید کو بڑھانا جو قرآن مجید کے نص

قطعی اور احادیث صحیحہ کی رو سے غلط ہے۔ کسی ذی علم ایماندار کا کام نہیں ہے۔

۵............ پھر یہ بھی دکھا دیا گیا کہ حدیث میں اس بات کا اشارہ بھی نہیں ہے کہ وہ گرہن کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں ہوں گے۔ اور نہ ایسا اشارہ کسی حدیث میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے نص قطعی اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال ہے۔ اس قطعی ثبوت کے بعد کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی صحیح حدیث میں یہ مضمون ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی امت میں کوئی سچا مدعی نبوت یا رسالت ہوگا۔ اور اس کا نشان گرہنوں کا اجتماع قرار پائے گا؟ ان میں سے کسی بات کا جواب نہ مرزا قادیانی نے دیا اور نہ ان کے کسی مرید نے۔ پھر ہمیں اس دعویٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ کسی مدعی کے وقت میں ایسا گرہن ہوا۔ پھر ہم فضول دردسری کیوں خرید کریں۔ پہلے ان پانچ باتوں کا جواب مرزائی جماعت دے۔ اس کے بعد ہمیں اس طرف توجہ ہوسکتی ہے۔ مگر یہ پانچوں باتیں ایسی پختہ اور لاجواب ہیں کہ ان کا کچھ جواب نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک ان پانچوں باتوں کا جواب نہ دیا جائے ہمارے ذمہ ایسے مدعی کا ثبوت دینا ہرگز فرض نہیں ہے۔ بلکہ جماعت مرزائیہ پر فرض ہے کہ ہماری ان باتوں کا جواب دے۔ اور مرزا قادیانی کی صداقت کو ثابت کرے مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی مرزائی ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

مگر افسوس ہے کہ جماعت مرزائیہ میں حق پرستی کا نشان نہیں رہا مرزا پرستی اس قدر ان میں غالب ہوگئی ہے کہ کیسی ہی حق بات آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھائی جائے مگر وہ نہیں دیکھتے۔ بعض تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان کو سچا مان چکے ہیں ہم کسی اعتراض کو نہیں سنتے۔ بعض کہتے ہیں کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ پھر کیا ان کی وجہ سے مذہب کو چھوڑ دیں۔ اے بھائیو جو کچھ کہا جاتا ہے آپ کی خیر خواہی کے لئے کہا جاتا ہے۔ جس طرح کوئی شفیق حکیم مریض سے کہتا ہے۔ اب اگر اس مریض نے اس کی بات کو مان لیا اور اس کے کہنے پر عمل کیا تو اسی کا نفع ہے اور اگر نہ مانا تو کسی وقت وہ اپنے انجام کو دیکھ لے گا۔ اور یہ کہہ دینا کہ اعتراضات تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں بڑی غلطی اور نہایت ضعف ایمان کی دلیل ہے۔ ان حضرات نے اس پر ذرا غور نہیں کیا کہ دنیا میں جس قدر اعتراضات لوگ کرتے ہیں۔ تو کیا

سب کی یکساں حالت ہوتی ہے؟ پھر کیا جیسے لاجواب اور عظیم الشان اعتراضات مرزا قادیانی پر کئے گئے ہیں اور ان کے جواب سے تمام جماعت مرزائیہ عاجز ہے کیا ان کے خیال میں اسلام پر بھی ایسے ہی اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ (استغفراللہ) ایسی بات وہی کہے گا جس کا دل نور صداقت سے منور نہ ہوا ہوگا۔ اور اسلام کی حقانیت پر اسے پورا ایمان نہ ہوگا اگرچہ ظاہر میں وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ اسلام پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے دندان شکن جوابات اگلے مفسرین نے دیئے ہیں اور بعض تفسیریں خاص اسی باب میں لکھی گئی ہیں اگر علم نہ ہو تو جو علماء اس سے واقف ہیں ان سے دریافت کرو اور ان کی بات کو مانو اس کے علاوہ متاخرین نے مختلف طور سے ان کے جوابات دیئے ہیں اب جس کسی کو لاجوابی کا دعویٰ ہو یہ خاکسار حاضر ہے اس کے سامنے پیش کرے پھر خدا کی قدرت کا نمونہ دیکھے کہ کیسے جواب دیئے جاتے ہیں اور اعتراضوں کا مقابلہ کر کے دکھا دیا جائے گا کہ اسلام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں۔ وہ کیسے لچر ہیں اور مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ کیسے لاجواب ہیں۔

۱۹............پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”جب تک اس کا ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت کیونکہ خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ دنیا میں اس کی نظیر نہ پائی جائے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۴)

اس قول میں دو باتیں مرزا قادیانی کی قابلیت کی داد دیتی ہیں ایک یہ کہ ایسے گرہنوں کا خارق عادت ہونا اس وقت تک ہے جب تک ایسے واقعہ کا ثبوت اس سے پہلے معلوم نہ ہوا اور جب ایسا ثبوت مل جائے تو پھر اس سے خارق عادت ہونے کی صفت جاتی رہے گی اور ایک معمولی بات ہو جائے گی۔

غرض کہ اس قول کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک چیز ایک محدود وقت تک خارق عادت رہے اس کے بعد وہ معمولی چیز ہو جائے۔ اہل علم اس ناسمجھی کو ملاحظہ کریں۔ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی کو بھی اس کے خارق عادت ہونے کا یقین نہیں ہے ورنہ اس طرح ہرگز نہ کہتے بلکہ یقینی طور سے اسے خارق عادت کہتے۔ دوسری عجیب بات یہ ہے کہ خارق عادت کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے یہ

کیسی نادانی کی بات ہے جس طرح کی خصوصیتیں مرزا قادیانی ان گرہنوں میں لگا کر انہیں بے نظیر بنانا چاہتے ہیں اس طرح کی بے نظیر باتیں دنیا میں بہت نکلیں گی۔ پھر جماعت مرزائیہ ان سب کو خارق عادت کہے گی؟ مثلاً جارج پنجم یعنی قیصر ہند ملکہ وکٹوریہ کا بیٹا دہلی میں آ کر تخت نشین ہوا اور تمام راجہ اور نوابان نے نذریں پیش کیں۔ اس کے سوا اور بھی اس میں خصوصیتیں تھیں پھر کیا یہ بھی ایک خرق عادت ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ پھر مرزا قادیانی کا وجود قادیان میں ان دعاوی وغیرہ کے ساتھ بھی ایک عادت ہوگا کیونکہ اس سے پہلے قادیان میں اور پھر بھی ان خصوصیتوں کے ساتھ جو ان میں تھیں کسی وقت ان کا نظیر نہیں مل سکتا۔ اس لئے ان کا وجود بھی خارق عادت ہوا۔

افسوس ہے کہ دعویٰ قابلیت پر خارق عادت کے معنی معلوم نہیں اور اگر معلوم ہیں تو یہ بات عوام کے دھوکا دینے کے لئے کیا گیا اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ کوئی ذی علم مرزائی اس کا جواب دے۔ مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس قسم کی باتیں مرزا قادیانی کی بہت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی بات بنانے کے لئے قصداً لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے کم علم نہیں ہیں۔ کہ خیال کیا جائے کہ ناواقفی سے ایسا کیا۔ اور غلط بات کہی۔

اب میں مرزا قادیانی کے اغلاط کہاں تک بیان کروں۔ رسالہ طول ہوگیا طالب حق کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور مرزا پرستوں کے لئے تو ہزار دفتر بھی کافی نہیں ہیں۔ جس طرح تثلیث پرستوں اور بت پرستوں کے لئے تثلیث اور بت پرستی کی سینکڑوں دلیلیں کافی نہ ہوئیں۔ باوجود یہ کہ آفتاب کی طرح ان کی غلطیوں کو روشن کر کے دکھایا۔ یہی حال مرزائی جماعت کا ہے کیسی کیسی روشن دلیلیں قرآن سے حدیث سے واقعات سے مشاہدات سے ان کے پختہ اقراروں سے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا گیا۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے اور انہیں حق بات ایسی ہی کڑوی معلوم ہوتی ہے جیسے صفراوی کو مزہ دار کھانا۔

اے بھائیو! مجھے تمہاری حالت پر نہایت افسوس ہے۔ اس کا خوب یقین کرلو کہ قیامت تو بہت دور ہے۔ مرنے کے بعد ہی سخت پچھتاؤ گے۔ یہ نہایت روشن بات ہے کہ اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو اسلام کے لئے کسی قسم کی بہبودی کر کے دکھاتے۔ مگر آنکھ اٹھا کر

دیکھو کہ اس دراز مدت کی کوشش میں انہوں نے کیا کیا۔ بجز اپنے ذاتی نفع کے تمام عمر مشک و زعفران اور مغزیات خوب کھاتے رہے اور اپنی بیوی اور اپنی خاص اولاد کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے اور مریدوں سے مختلف طور سے چندہ لے کر انہیں چندہ دینے کے عادی کر گئے۔ تا کہ ہماری اولاد کو بھی چندہ دیتے رہیں اب ان کی اولاد اور ان کی عورتیں عیش کرتی ہیں اسلام کو فائدہ یہ ہوا کہ چالیس کروڑ مسلمان جو جنت کے مستحق ہو چکے تھے۔ انہیں جہنم میں دھکیل دیا۔ سبحان اللہ کیا مسیح موعود تھے؟ بھائیو! میں بڑی خواہش سے دریافت کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے کیا کیا بجز اس کے کہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے انکار کی وجہ سے طاعون آیا۔ وبا آئی قحط ہوا۔ اور دوسری آفتیں آئیں اُس کا حاصل یہ ہوا کہ ان کی ذات سے دنیا وآخرت کی تباہی اور بربادی ہوئی۔ مگر کوئی یہ بتائے کہ ان کی ذات سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کسی قسم کا فائدہ بھی ہوا؟ اس کا جواب بجز انکار کے اور کچھ نہیں ہو سکتا البتہ ایک مرزائی نے الزامی جواب یہ دیا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ سے کیا فائدہ ہوا تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعثت کا فائدہ:

میں نے کہا کہ ہر زمانے کی حالت مختلف ہوتی رہی ہے۔ ان کی طبیعت میں سختی اور نرمی میں بھی بہت اختلاف رہا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں نہایت سخت لوگ تھے۔ بہت دراز مدت میں نہایت کم لوگ ایمان لائے مگر جس قدر ایمان لائے وہ کافر ہی تھے جو ہر طرح جہنم کے مستحق ہو چکے تھے وہ ایمان لا کر جنت کے مستحق ہو گئے۔

اسکے علاوہ دوسرا عظیم الشان فائدہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کفر کی ظلمت سے پاک ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک سادی دعا کی تھی جس کی نقل اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان الفاظ سے کرتا ہے۔ رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ (نوح:۲۶) ”یعنی اے پروردگار روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ۔“

اس بددعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیا کے سارے کافر اور حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن یک بارگی دنیا سے ناپید ہو گئے اور دنیا میں آفتاب اسلام اور مذہب حقہ کے سوا کسی کا چراغ

بھی ٹمٹماتا ہوا باقی نہ رہا۔ سب ہی طوفان میں غرق ہو گئے۔

بھائیو! خدائے قہار نے اپنی عظمت وقہر کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ ہمارے علم میں کسی نبی کے وقت میں ایسا نہیں ہوا۔ تمام دنیا کا کفر سے پاک ہو جانا ایسا بے نظیر فائدہ اور اتنا بڑا نتیجہ ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

افسوس مرزائیوں کی تیرہ دردنی پر کہ ایسے عظیم الشان فائدے پر ان کی نظر نہیں ہے اور مرزا قادیانی کے بے سود دعویٰ کو اس پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ مرزا قادیانی اس وقت میں مدعی ہوئے ہیں کہ لوگ ہر قسم کے مدعیوں کو مان رہے ہیں۔ اسلام میں بہت گروہ ہو گئے ہیں اور بہت کچھ اختلاف ہے۔ مگر ہر گروہ میں ہزاروں ماننے والے موجود ہیں۔ یہ نتیجہ ان کی کمزوری کا ہے ایسے وقت میں اگر مرزا قادیانی کے ماننے والے ہو گئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ مگر نہایت تعجب اور حیرت سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ باوجود نہایت کوشش اور ہر قسم کی تدبیروں کے کوئی ایسی جماعت ان پر ایمان نہیں لائی جو پہلے سے جہنم کی مستحق تھی اور مرزا قادیانی کی وجہ سے وہ جنت کی مستحق ہو گئی ہو۔ جو ان پر ایمان لائے وہ وہی مسلمان ہیں جنہیں خود مرزا قادیانی بھی اپنے دعویٰ سے پہلے مسلمان اور جنت کا مستحق سمجھتے تھے۔ یہ جماعت ان کے دعوے کے پہلے بھی جنت کی مستحق تھی اور تمہارے خیال کے بموجب اب بھی وہ مستحق ہے۔ اس میں تو کوئی جہنمی جنت کا مستحق نہیں ہوا۔ البتہ کوئی ایسی جماعت دکھاؤ جو ان کے دعویٰ سے پہلے جہنم کی مستحق ہو اور پھر ان پر ایمان لا کر جنت کی مستحق ہو گئی ہو۔ جب یہ نہیں ہوا تو بتاؤ کہ ان کی بعثت کا کیا فائدہ ہوا۔ بجز اس کے کہ دنیا میں جس قدر کفار کی آبادی تھی اس میں کچھ کم چالیس کروڑ کا اضافہ ہو گیا اور اسلامی دنیا کو خالی کر کے کافروں سے ایک ملک آباد کر دیا۔ واہ رے مجدد و مسیح؟

بھائیو! یہاں تو حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یعنی وہاں کفر نیست و نابود ہو گیا تھا اور مرزا قادیانی کی بدولت اسلام گویا نابود ہو گیا۔ یعنی چالیس کروڑ مسلمانوں میں ان کے کہنے کے مطابق تین چار لاکھ رہ گئے۔ یہ مٹا دینا اور گویا نیست و نابود کرنا نہیں تو کیا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ جس وقت مبعوث ہوئے ہیں اس وقت عرب میں تین گروہ تھے۔ مشرکین۔ یہود۔ نصاریٰ ان میں سے کوئی مسلمان نہ تھا۔ جو

حضرت سرور عالم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے جنت کا مستحق ہو چکا ہو اور حضرتؑ کے انکار سے جہنمی ہو گیا ہو۔ کیونکہ مشرکین تو صریح بت پرست تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار سے کافر ہو گئے تھے۔ اور نصاریٰ تثلیث پرست تھے۔ غرض کہ تینوں گروہ کافر جہنم کے مستحق تھے جناب رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں ان میں سے دو لاکھ سے زیادہ مسلمان ہو کر جنت کے مستحق بلکہ اہل جنت کے سردار ہو گئے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد ہی آپ کے خلیفہ اول نے پہلے "مسیلمہ کذاب" کے فتنہ کو بہت ہی جلد نیست و نابود کر دیا اور اسلام کی اشاعت شروع کر دی اور خلیفہ ثانی نے تو دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔ اب مرزا قادیانی جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا ظل کہتے ہیں انہوں نے تو بالکل برعکس معاملہ کیا کہ کروڑوں مسلمانوں کو کافر کر دیا۔ اب یہ کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں میں ترقی ہو گئی۔ اے بھائیو! یہ تو سوچو کہ جب ان کے وقت میں ان کے اس قدر شور وغل سے دو لاکھ کی جگہ دو سو کافر بھی مسلمان نہ ہوئے۔ اور ان کے خلیفہ اول سے کچھ نہ ہوا تو آئندہ کیا ہوگا؟ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ جس طرح گذشتہ جھوٹے مدعیوں کا کچھ عرصہ تک نام ونشان رہا پھر مٹ گیا۔ جیسے صالح بن طریف اور اس کا پوتا ابومنصور عیسیٰ کہ کئی سو برس ان کا وہ زور شور رہا کہ مرزا قادیانی ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچے۔ اور پھر ان کا نشان بھی نہ رہا۔ بجز تاریخی تذکرہ کے۔ بعض مدعی جو اس پانچ سو برس کے اندر گذرے ان کے ماننے والے باقی ہیں۔ ان میں سے جن کو زیادہ مدت گزر چکی ہے وہ نیست و نابود ہونے کے قریب ہیں۔ مثلاً مجدد جونپوری جس کو چار سو برس ہوتے ہیں اس کے ماننے والے بہت کم باقی ہیں اور "علی محمد بابی" جس کو سو برس نہیں ہوئے اس کے ماننے والے اور اس کے مذہب کی اشاعت کرنے والے اس وقت تک موجود ہیں اور انہوں نے بہت منکرین رسول اللہ کو لندن۔ فرانس۔ امریکہ وغیرہ میں کلمہ گو بنایا ہے۔ سفرنامہ حافظ عبدالرحمٰن دیکھو اور سیاحان وغیرہ سے ان کے حالات معلوم کرو۔

نوح علیہ السلام کی دعا کا اثر اور مرزا کی دعا کا نتیجہ:

چونکہ مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی تمثیل میں حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا اس

لئے ایک اور بات بھی قابل ملاحظہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے ایک مرتبہ کفار کے لئے بد دعا کی کہ اے پروردگار دنیا میں کافروں کو آباد نہ رکھ۔ اس دعا کے بعد ہی تمام کافر نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اور مرزا قادیانی کی حالت دیکھئے کہ اپنے مخالفوں کے لئے نہایت ہی عاجزی اور منت سے دعا کرتے کرتے تھک گئے مگر مخالفوں کا بال بھی نہ بیکا ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی ہی ان کے روبرو ہلاک ہو گئے اور نامراد چل بسے۔ ان کے بڑے مخالفوں میں تین شخص مشہور ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مرزا قادیانی نے ان سے مباہلہ بھی کیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحب مع الخیر اس وقت تک موجود ہیں۔ اور مرزا قادیانی ان کے روبرو سات برس ہوئے کہ نامراد زیر زمین ہو گئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مقابلہ میں بہت کچھ بد دعا کی اور اس دعا کو بہت کچھ مشہور کرایا۔ مگر نتیجہ انکی دعا اور پیشین گوئی کے خلاف ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی ہی داغ حسرت لے کر دنیا سے چلے گئے اور ڈاکٹر صاحب بفضلہٖ تعالیٰ سے اب تک موجود ہیں۔ تیسرے مولوی ثناء اللہ صاحب جن کی مخالفت سے عاجز ہو کر مرزا قادیانی نے آخری فیصلہ کا اعلان کر دیا اور اس فیصلہ کو بہت کچھ مشہور کیا اور اس طرح دعا کی۔

"اے میرے آقا............ اب میں تیرے" تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت مفسد اور کذاب ہے خارق کی زندگی ہی میں اٹھا لے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

بھائیو! مرزا قادیانی کے دعویٰ تقرب اور عظمت کو یاد کرو۔ اور ان کے دعویٰ قبولیت دعا کے الہام کو پیش نظر رکھو۔ اور اس عاجزانہ اور فیصلہ کن دعا کو دیکھو کہ اس کا انجام کیا ہوا اور کس حسرت کی موت سے مرزا قادیانی مولوی صاحب کی زندگی میں مرے اور اپنے کامل اقرار سے مفسد و کذاب ٹھہرے۔ یہی دعا ہے جس کے الہامی ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور میاں قاسم علی کے مناظرہ ہوا تھا اور قاسم علی کو ایسی شکست ہوئی کہ تین سو روپے [1] دینا

---

[1] رسالہ فاتح قادیان دیکھا جائے۔

پڑے۔ پھر انہیں کی مثال میں حضرت نوح علیہ السلام کو پیش کیا جاتا ہے؟ اوران حالتوں کو یاد کر کے شرمایا نہیں جاتا۔ انبیاء کی ایسی فیصلہ کن دعا ان کے حق میں نامقبول نہیں ہو سکتی۔ مرزا قادیانی کی اس دعا نے تو تمام حق پسند حضرات کے نزدیک فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی بالضرور مفسد و کذاب تھے اور مولوی ثناء اللہ راستباز۔ اور اگر مرزا قادیانی راستباز اور اپنے دعوی میں سچے ہوتے تو مولوی صاحب کے سامنے ہرگز نہ مرتے۔ نبی کی یہ شان ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ ایسی التجا سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اپنے دعوئ کے صدق اور کذب کا فیصلہ چاہے اور اس فیصلہ کے بموجب اعلانیہ طور سے دنیا کے نزدیک وہ کاذب قرار پائے۔ یہ خدائی فیصلہ ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ ضرور اسے مانیں گے۔

اب میں اپنے رسالہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو اس گمراہی سے بچائے اور راہ راست پر لائے۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وخاتم النبین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین.

بماہ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۲۴ء مطبوع گردید

(ٹھیک اسی سال بعد ۱۴۲۳ھ میں اسے دوبارہ شائع کرنے کی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سعادت حاصل کر رہی ہے فلحمد للّٰہ فقیر اللہ وسایا)

خط جناب مولانا محمد عصمت اللہ مرحوم بنام حضرت اقدس جناب مولانا سید محمد علی صاحب قبلہ دامت فیوضہم

از محمد عصمت اللہ کان اللہ لہ

حضرت اقدس سیدنا مولانا صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ حضور کی مبارک زندگی میں بے حد برکت عطا فرماوے۔ آمین۔ حضور نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے حکیم نور الدین کی منقولہ عبارت کے مطابق نہیں ہے کچھ اختلاف ہے حکیم صاحب نے اس عبارت کو مرزا کے عمر والے الہام کے متعلق نقل کیا ہے۔ اصل الہام

یہ تھا کہ خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسی برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم (تذکرہ ص ۶۵۴ طبع سوم)

مرزا کی تحریروں سے اس کی عمر بہت زیادہ کھینچ تان سے تقریباً ستر برس تک بمشکل تمام پہنچ سکتی ہے۔ ۱۳۱۴ھ میں مرزا خود لکھتا ہے۔ کہ اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے۔ (جاء الحق ص ۱۵) مرزا ۱۳۲۶ھ میں مرگیا تو اس تحریر کی رو سے اس کی عمر باسٹھ برس سے کچھ زیادہ ہوئی۔

عجب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ (تریاق القلوب ص ۶۸ خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳)

اس حساب سے مرزا کی عمر ۶۵ برس اور چند ماہ کی ہوئی غرض عمرو الا الہام بھی دوسرے الہاموں کی طرح سراسر جھوٹ وغلط ثابت ہوگیا۔

معراج الدین مرزائی مرزا قادیانی کے مختصر حالات ص ۶۰ میں جو براہین احمدیہ کے شروع میں منسلک ہے لکھتا ہے'' کہ مرزا صاحب ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اس حساب سے ان کی عمر انگریزی سال کے مطابق ۶۹ برس ہوئی اور مطابق ہجری سال کے ۷۱ برس ہوئی۔ مگر نور الدین اس الہام کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایسی ایسی باتیں لکھتا ہے کہ کوئی صحیح المزاج ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ لکھتا ہے۔'' قال ای رب زده منعمری اربعین سنة'' آدم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب میری عمر سے چالیس برس لے کر داؤد علیہ السلام کی عمر زیادہ کردے۔ پہلے نور الدین کو یہ ضرور ہے کہ مرزا کی تحریر سے یہ ثابت کرے کہ اس نے اپنی دس بیس برس عمر مولوی عبدالکریم یا مبارک احمد وغیرہ کو دے دی۔ تب اس حدیث کو پیش کرسکتا ہے۔ اس کے بعد لکھتا ہے۔

مانننسخ من اية اوننسهانات بخير منها اومثلها الم تعلم ان الله على كل شیء قدير.

یہاں آیت کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ایک ویران بستی پر گذر کرنے والوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَةً لِلنَّاسِ

یہاں اس گذرنے والے کو آیت فرمایا ہے جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں وہ بھی آیۃ اللہ ہوتے ہیں اور ان کا اس دنیا سے کوچ کر جانا۔ان کے عنصری وجود کا نسخ ہوتی ہے بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے کہ بعض آیات بھول بھی جائیں لاکن رحمت الٰہی نات بخیر منها او مثلها ہم کو عمدہ تسلی بخش ہے جس پر ہم ایمان لا کر یقین کرتے ہیں کہ آپ کی اولاد سے......آپ سے خیر کان الله نزل من السماء یا کم سے کم آپ کی مثل آنے والا ہے اور نسخ کے ایسے وسیع معنی لینے میں السید عبدالقادر الجیلانی جیسے بزرگ ہمارے ساتھ ہیں (صفحہ ۲۷۳) میگزین بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۸ء حضور دیکھ رہے ہیں کہ نجعلک آیته للناس کس غلط طور پر اس آیۃ کے اصل مقصود و منشاء ربانی کو چھوڑ کر سارے تعجب خیز قدرت نمائی اور عجیب ترین واقعہ سے چشم پوشی کر کے مجرد انسان کو آیۃ بنایا اور اس آیت شریفہ کے مضامین پر پردہ ڈالنے کی بیکار کوشش کی۔اللہ تعالیٰ کی بیش بہا قدرتوں کی جانب جو اس واقعہ کے متعلق ہی چھوٹی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا ایسے شخص کو بجز غرضِ والا باؤلا کے اور کیا کہا جا سکتا ہے اس کے بعد فتوح الغیب کی عبارت نقل کر کے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ شیخ علیہ الرحمتہ نے محض انسانی خیال و ارادہ کے بدل لجانے کو ناسخ و منسوخ سے تشبیہ دی ہے نور الدین نے مرزا کو آیۃ اللہ بنا کر اس کو منسوخ کیا اور اس کی اولاد کو جو کبھی بھی پیدا نہ ہو گی ناسخ بتلاتا ہے نورالدین لفظ آیۃ کو غلط طریقہ سے خود وسیع معنے میں لایا ہے۔اور فتوح الغیب کی اس عبارت سے اس مقام صرف یہ دکھلانا چاہا ہے کہ نسخ کا لفظ وسیع معنیٰ میں آیا ان سارے لغویات کرنے پر بھی وہ اپنے دعوے اسی برس والے الہام کو صحیح ثابت نہیں کر سکا۔مرزا کے اس واقعہ نے اس الہام کو جھوٹا کر دیا تو اب نورالدین ان دوراز کار باتوں سے کیا صحیح کر سکے گا۔اس کے بعد پھر لکھتا ہے۔حضرت جیلانی فرماتے ہیں۔

لما کان النبی ﷺ منزوع الهوی والارادة سوی المواضع التی ذکرها الله عزوجل فی القرآن

یہاں سوی المواضع کے مقام میں مرتبہ خاتم النبیین و رسولؐ اور مرتبہ غلام احمد کا مدنظر

رکھ لیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کا بھلا ہوگا۔نور الدین نے اپنی بدتمیزی کی وجہ سے حضور پر نور مقدس مظہر باقی باللہ کی طرح غلام احمد کو (جس کی بروح ڈاکٹر عبدالحکیم۔مولوی ثناء اللہ صاحبان وغیرہ کے موت کی برابر متمنی اور محمدی بیگم کے نکاح کے شوق سے لبریز رہی ہو) منزوع الہوی ثابت کرنے کی بیکار کوشش کی ہے ایسے بیکار تصنع کرنے سے بھی نور الدین عمر والے الہام کو ہرگز صحیح ثابت نہیں کر سکا۔ایسی لغو تحریر کو دیکھ کر ہمت نہیں پڑتی کہ ان کم بختوں کو کچھ کہیں۔ محض لاغی اور بیہودے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہادی حقیقی مسلمانوں کو ان کی گمراہی و شر سے بچائے آمین۔والسلام مع التواضع والاکرام۔

آپ کا خادم

محمد عصمت اللہ کان اللہ لہ

یکم ربیع الآخر ۱۳۴۳ھ۔ ۱۹۲۵ء

**